THE BOOK WAS DRENCHED

Noise Book

TIGHT BINDING BOOK

UNIVERSAL LIBRARY
OU_222510
UNIVERSAL LIBRARY

رای موہن لعل صاحب

دیوان اردو

موسومہ

بقای باقی

سن تصنیف نحیف امیر ابن امیر - دبیر عطارد نظیر - شاعر ہفت زبان - ناظم ہمہ دان
ہم ردیف ناسخ و وزیر - ہمخیال آتش و میر جناب فضیلت مآب مہاراجہ گردھاری شاد صاحب
نبیسی راجہ بہادر متخلص بہ باقیؔ کایستھ سکسینہ امیر اعظم حیدرآباد دکن دام اقبالہ و حشمتہ

بشہر ذیقعدہ سنہ ۱۳۰۷ھ

مطابق

ماہ جولائی ۱۸۹۰ء

...ecked 1975

مطبع نظم اخبار موسومہ لکھنؤ پریس واقع محلہ نوبستہ شہر لکھنؤ میں

(جو بیادگار جناب مہاراجہ بہادر ممدوح قائم ہے)

منشی دوارکا پرشاد افق مالک مطبع کی اہتمام سے طبع ہوا

کتب خانہ

دیوان اُردو

موسومہ

بقائی باقی

من تصنیف منیف امیر ابن امیر دبیر عطارد نظیر شاعر ہفت زبان ناظم ہمہ دان
ہمردیف ناسخ و وزیر ہمخیال آتش و میر جناب فضیلت مآب مہاراجہ گردہاری پرشاد صاحب
نبسی راجہ بہادر متخلص بہ باقی ساکن بستہ سکینہ امیر الدولہ حیدرآباد دکن دام اقبالہ وحشمتہ

بشہر ذیقعدہ سنہ ۱۳۰۷ھ

مطابق

ماہ جولائی سنہ ۱۸۹۰ء

مطبع نظم اخبار موسومہ لکھنؤ پریس واقع محلہ نوبستہ شہر لکھنؤ میں

(جو یادگار جناب مہاراجہ گردہاری پرشاد صاحب نبسی راجہ بہادر تخلص باقی [illegible] حیدرآباد دکن قائم ہے)

منشی دوارکا پرشاد افق مالک مطبع کے اہتمام سے طبع ہوا

هو المبیح

دیباچہ دیوان بقای باقی چکیدۂ کلک گوہر سلک جناب منشی دوارکا پرشاد صاحب افق کالستیہ سکسینہ مالک نظم اخبار لکھنو

ورد لب کر اسم خلاق زمین و آسمان — پھیر سلک نظم کی تسبیح ای کلک روان
ہین میان حیدراباد اک مرے قومی بزرگ — ماہتاب ہالۂ قوم۔ آفتاب خاندان
خوش سیر خوش وضع خوش تقریر خوش خو خوش نصیب — خوش کلام و خوش مقال و خوش خصال و خوش بیان
نکتہ پرور نکتہ آرا نکتہ پیرا۔ نکتہ رس — نکتہ بین و نکتہ فہم و نکتہ سنج و نکتہ دان
آبروے علم و فن عزت دہ شعر و سخن — زینت ملک دکن۔ زیبایش ہندوستان
شاعر آتش زبان مانند برق لکھنوی — منشی معجز رقم مثل دبیر آسمان
محسن انشاگری۔ جوہر شناس شاعری — اہل فن کے سرپرست اہل سخن کے قدردان
اہل جرات اہل ہمت اہل ثروت اہل ہوش — اہل دولت۔ اہل حشمت اہل شوکت اہل شان
رکن اعظم مملکت کے سلطنت کے کارکن — میر محبوب علی شاہ دکن کے مدح خوان
ناظم نظم نظامی۔ خسرو ملک نظام — سعدی ملک دکن۔ فردوسی ہندوستان
سنسکرت فارسی و عربی و بھاشا مین ق — صورت رند و وزیر اردو مین یکتای جہان
پوتر راجہ سوامی پرشاد ابن راجا رام کر — نرہری پرشاد صاحب کے چراغ خاندان

شاعروں کی منزلت توقیر اہلِ علم کی
کایتھوں کی آبرو اصحابِ سکینہ کی شان

شان و شوکت میں سکندر دولت و صولت میں جم
جوشِ فیاضی میں حاتم عدل میں نوشیروان

ہیں تصانیفِ کثیرہ دونو نثر و نظم میں
نادر و نایاب و دلکش خوب و مرغوبِ جہان

منسی راجہ ہے لقب باقی خطابِ شاعری
نام ہی گردہاری پرشاد اہلِ جاہ و عز و شان

ہی جو شاہ ملک کی جمعیت با قاعدہ
اوسکے ہین سر رشتہ دارِ صدر مشہورِ جہان

ہی جو اک جمعیت شاہ نظام الملک اور
اوسکے ہین سر رشتہ دار فاتح و نصرت نشان

انتظام جشن تقریبات شادی ہے سپرد
اہتمام مطبخ شاہی ہین کرتے شادمان

ہین جو قلعہ و ظفر گڈھ اور ابراہیم گڈھ
انتظام پیشکاری شہی کرتے ہین دان

اور بھی خدمات شاہی کی بھی ہین منتظم
ہین یہی ہر وقت منظور نگاہ حکمران

قرۃ العین آپکے دو تھے عصائے مردمک
کیشو پرشاد اور گرو پرشاد فخر خاندان

انسے دیکھی سیر باغ زندگی پچیس سال
پانچ سال اوسنے کیا اہل جہانکو شادمان

ایک ہزار و سہ صد و پنج آہ جب ہجری تھے سن (١٣٠٥)
دے گئے داغ جدائی سال بھر کے درمیان

فضل حق سے بعد اونکے دو ہوئے فرزند اور
ایک ہی جنمین قمر اور ایک عمر آسمان

نام ہی بھگوان پرشاد ایک کا ہر دلعزیز
دوسرے کا نام ہی نرسنگہ راج آرام جان

یا الہی دونون یہ ہون نیرت بلرام و کرشن
مثل الیاس و خضر پائین حیات جاودان

ان بھتیجے آپ کے راجہ ہری پرشاد ہین — مثل سنجر اہل عزت بصورت قسمت جوان

قرۃ العین وبقاے نام راجہ خوبچند — ذی حشم ذی جاہ ذی مقدور اہل عز وشان

ہین نمکخوار نظام الملک سلطان دکن — افتخار نسل راجا رام فخر خاندان

ہے دعا حق سے کہ دے انکو کرم سے عمر نوح — پائین منہ مانگی مرادون کیطرح آرام جان

ان بھتیجے آپکے پرمیشری پرشاد تھے — جنکے اوج نجم قسمت سے خجل تھا آسمان

تھا جو بیماری سے دلپر صدمۂ درد جگر — تھے نحیف ولاغر وزار ونحیف وناتوان

ناگہان ونیسوین ماہ رجب کو وقت شب — کر گیا پرواز گلزار بدن سے مرغ جان

سال ماضی مین نومبر کے مہینے کا ہے ذکر — راجہ صاحب نے بنایا مجھکو اپنا میہمان

سنہ ۱۹۰۱ع

عزت افزائی سے قطرہ کو کیا بحر خضر — مہربانی سے کیا ذرہ کو مہر آسمان

دعوتین وہ کین جو شک دعوت شیراز تہین — بزم عشرت مین دکہاتے جلسۂ شاہ جہان

قدر افزائی ہر اکدم کی بڑھائی منزلت — مرحمت فرمایا نقد عزت وتوقیر وشان

آٹھ دن کیشورائی مین جشن شاہانہ کئے — راجہ صاحب کے کئی مشہور مندر ہین جہان

یہ مقام پاک اجودھیا سے ہے تیرہ مین فرلنگ — یہ جگہ ہے مثل متھرا سجدہ گاہ دوجہان

یان بہت مندر بنے ہین بعض بخشش خانہ عام — اہل عالم کو ہے پارس جنکا سنگ آستان

اسجگہ بستی تو کیا شہر کلان آباد ہے — اسکے باغونکی بہار بیخزان ہے باغبان

لرگئے لاکھون صرف بنیاد اسکی ڈالی آپنے
اپنی قسمت مین لکھائے کل ثواب دو جہان

واپس آئے بعدہٗ وان سے مکان خاص مین
کروفر تھے جسکے دربان عیب و حشمت پاسبان

کیا محل کی ہو صفت کیا وصف ہو ایوان کا
ہے قلم مجبور - لب معذور - قاصر ہے زبان

ہے فلک سے باتین کرتی والی ہر بارہ دری
جسکی زینت دیکھکر چھپپے بروج آسمان

وہ مکانون کی صفا جسپر پھسلی جائے نظر
جبہ سا جسپر شعاع مہر ہو وہ آستان

آئینہ خانہ عجب تصویر خانہ کچھ عجیب
الغرض تھا اک عجائب خانہ خوبی مکان

وان مہینے بھر رہی کیفیت عیش و طرب
جشن جمشیدی کا دیکھا دیدہ دل نے سمان

شاہ جاہ دکن ہین میر محبوب علی
شہریار عدل گستر خسرو کشورستان

لیگئے ساتھ اپنے مجھکو خلوت ممدوح مین
نذر دلواکر بڑھائی عزت و توقیر و شان

ہین جو سلطان دکن جوہر شناس اہل علم
جتنے ہین اہل ہنر کہتے ہین انکو قدردان

مجھسے فرمایش غزل انکے کہنے کی مین نے پڑھی
داد دی - جوہر شناسی کے کئے جوہر عیان

جیغہ و سرپیچ بخشا سرفرازی کے لئے
دست بخشش سے پنہایا خلعت توقیر و شان

ہین جو نواب بشیر الدولہ دستور دکن
طغرل ثانی فلاطون عہد ارسطوی زمان

ادن سے بھی جاکر ملایا - کی مری عزت دو چند
خاک کو دے کر عروج اپنا بنایا آسمان

اپنے ایوان کا کتب خانہ دکھایا اک روز
بیشمار اگلے بزرگونکی کتابین تھین جہان

شوق سے دیکھا کلام اوستادان سلف | خوب کی سیر تصانیف بزرگان جہان
وان ملا اک مسودہ مجھکو پریشان مثل زلف | جسمین غزلین وسیع تھین اردو کی مرغوب جہان
مین نے جب دیکھا تو پایا اوسکو باقی کا کلام | دل پھڑک اوٹھا خوشی سے مثل چشم مہوشان
سرمہ آسا اوسکو آنکھون نے لگایا پلک سے | پائی لب نے لذت شیرینی حسن بیان
راجہ صاحب سے کہا مین نے کہ ای دریاے علم | کوڑیون مین آج قسمت سے ملا لعل گران
آپکا دیوان اردو حق نے دکھلایا مجھے | اتفاق وقت سے ظاہر ہوا گنج نہان
ہر غزل مین ہی کلام میر و سودا کی تڑپ | شعر جو ہی اوسمین ہی غالب کی طباعی عیان
روزمرے سے مومن و ذوق و صبا و ہجر کے | ناسخ و برق و وزیر و درد و آتش کی زبان
جو ہے مطلع وہ نظم مطلع خرشید ہے | جو ہی مصرع وہ ہی مصراع ہلال آسمان
شعر جو ہے وہ ہی موزون سرو گلشن کیطرح | بیت جو ہی وہ ہی رشک بیت ابروے بتان
دیجئے ترتیب سے چھپوا کے شایع کیجیے | کیجیے محنت یون غفلت مین اپنی رایگان
ہو گی شہرت آپکے اردو زبان کی چار سو | دہلوی و لکھنوی طباع ہونگے مدح خوان
جب ہوے آویزہ گوش سماعت یہ سخن | راجہ صاحب درج لب سے یون ہوے گوہر فشان
اللہ اللہ ذکر دیوان مین تعلی اسقدر | چاپلوسی اسقدر ایسا تملق الامان
آپکے اردو زبان سے مین ہون بالکل نابلد | توبہ توبہ اہل ہندستان کہان ہین مین کہان

آپ نے کیا خوب چہ میرے ہنسوانے سے جھگ
لے دی ایسی کہ جس سے مجھ پہ اوٹھین انگلیان

اپنا دل خوش کرلیا تھا مین نے ان اشعار سے
چھاپنا انکو ہے کرنا سب عیب اپنے عیان

آتش و ناسخ وغیرہ شاعران مستند
غالب و رشک و وزیر و رند سے اہل زبان

کرتے ہین گنج لحد مین بیٹھکر اقرار سہو
معترض پھر بھی جفا سے پیستے ہین استخوان

جب ان ایسے شاعرون کا ایسا نازک حال ہو
پھر مرے دیوان اردو کی بھلا عزت کہان

مین نے یون قفل دہن کھولا کہ گستاخی معاف
آپ نے جو کچھ کہا وہ ہی فضول و رائگان

مین نے دیکھین چند غزلین دیدہ انصاف سے
اونمین پائی لکھنو کی اور دہلی کی زبان

یون تو خوف سہو سے کوئی بشر خالی نہین
خواہ اسمین آپ ہون یا مین کہ اور اہل زبان

ہے مگر دیوان بری سقم و خطا و سہو سے
ہے یقین صحت کامل مجھے جا ہے گمان

سنکے یہ فرمایا جو کچھ آپ چاہین وہ کرین
قول میرا دلیہ کالنقش الحجر ہے بیگمان

مین نہ اپنی رائے دونگا چھاپنے کیواسطے
آپ ہین مختار چھاپین سوچکر سود و زیان

خرچ جو کچھ چھاپنے کا ہو وہ مجھسے لیجیے
خاطر آ ہی خم سر تسلیم پیش مہربان

مین نے کی ترتیب دیوان کی وسیدم سے شروع
راز جو پنہان تھا اب تک کردیا سب پر عیان

شکر حق ہے چھپگیا دیوان نایاب و نفیس
شکر خالق ہے کہ دنیا مین لٹا گنج نہان

فکر تاریخ اشاعت تھی جو دلکو اے آفق
ملہم غیبی یہ بول اوٹھا کہ مرغوب جہان

۱۳۰۷ھ

تاریخ افق

بہت خوب دیوان باقی چھپا ۔۔۔ مبرّا خطا سے ۔ سراپا صحیح ✣
افق نے جو کی فکر تاریخ کی ✣ ۔۔۔ کہا دل نے ۔ دیوان بلیغ و فصیح
١٣ء

دیوان عالیجناب باقی کا چھپا ۔۔۔ مشہور ہوئیں جہاں میں ہر سو غزلیں
مطلع ہیں طلسم ۔ اور مصرع نیرنگ ۔۔۔ افسون حسن بیان ہے ۔ جادو غزلیں
تاریخ شیوع بے سر اندیشہ ۔۔۔ تحریر کرے افق کہ ۔ اردو غزلیں
١٢

ہو الباقی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف

اے مہر یہ سب ہے نور تیرا
ہر ذرہ مین ہے ظہور تیرا

ایمن ہے ہر ایک دشت تجھسے
ہر سنگ سے ہے کوہ طور تیرا

آزاد کو بندے سے تعلق
پہنے نہ لباس عور تیرا

آرام ہزار ہو جہان مین
پر درد رہے ضرور تیرا

انسان خاطی ہے تو خطاپوش
کیا فضل سے ہے یا غفور تیرا

اونکی شہ رگ سے تو قرین ہے
دیتے ہین پتا جو دور تیرا

اپنے سے جدا خدا کو سمجھا
باقی دیکھا شعور تیرا

ہے دگرگون رنگ اس محفل مین خاص و عام کا
دور ساغر ہے نمونہ گردش ایام کا

کوئی اندھا ہو تو نسبت دے کہ تیری چشم کے
ہین پپوٹے پتلے موٹا پوست ہے بادام کا

گوشۂ عزلت مین رہتا ہون مین عنقا کی طرح
خلق مین شہرہ ہے گمنامی سے میرے نام کا

مرغ دل کو دیتی ہے دانے کا دھوکا مردمک
حلقۂ چشم صنم بنتا ہے حلقہ دام کا

اسمین سرخی و سیاہی ہے وہ ہے یکسر سفید
دیدۂ جانان کہان دیدہ کہان بادام کا

اس سے ہوتی ہے رسائی دل کی روے یار تک
زلف سے مین کام لیتا ہون کمند بام کا

چشم میگون کا تیرے ساقی جب آتا ہے خیال
خون رولاتا ہے مجھے محفل مین ہنسنا جام کا

کسکو دکھلاتے ہو کوٹھے سے یہ حسن عارضی
مہربان ہے کیا بھروسا آفتاب بام کا

مین وہ دیوانہ ہون کعبے مین جو آتا میرے ہاتھ
تار بھی باقی نہ رکھتا جامۂ احرام کا

کب چھپائے سے چھپے عشق تیرے گیسو کا
مشک نافہ ہو تو ممکن نہین چھپنا بو کا

چشم بلبل سے بنا دو میرے مرقد کا غلاف
جسمین سب جانین کہ عاشق تھا کسی گلرو کا

زلف کے سودے مین کرتا ہون کسی چشم کی یاد
شب اداوس کی ہے پڑھتا ہون عمل جادو کا

کشتۂ چشم بتان ہون یہ وصیت ہے میری
پوست پہنائین مجھے جاے کفن آہو کا

شب تنہائی مین اوس شمع شبستان کے عوض
گرم رکھتا ہے مجھے داغ میرے پہلو کا

اوڑ کی آتی نہین اوس چشم سیہ پر ہر بار — کہیلتی زلف ہی سپندون سے شکار آہو کا

حسن یکتا کو نہین خوف کم و بیش اصلا — بدر کامل نہین ہوتا ہے ہلال ابرو کا

آسیر ہی دیدہ گریان مین تماشے کے لیے — شرۂ تر نہین سبزہ ہے کنار جو کا

کاسۂ چشم لیے پہرتا ہون دریوزہ کو — کوئی مجہسا نہین دیدار صنم کا بہوکا

باز رکہتی ہی اذیت سے ملایم طبعی — زحمت تیغ نہ دیکہے کبہی خامہ موکا

ابہی آئینے کی کہلجائیگی ساری قلعی — منہ تو دیکہو کرے دعوے وہ صفاے روکا

ایک ہی ہاتہہ مین سیکڑون تن سے اوترے — زور اللہ زیادہ کرے اوس بازو کا

دم لبون پر ہی مرا قبضے سے دل باہر ہے — دمبدم یاد جو خنجر ہے کسی ابرو کا

ہر گل و غنچہ مین حاضر ہے مگر غائب ہے — باغ عالم مین کوئی رنگ نہ دیکہا بو کا

منہ تہوتہا ہوئے سب غنچے نظر آتے ہین — تو نے گلشن مین مگر پان چبا کر تہوکا

گل کہان غنچہ کہان سرو کہان باغ کہان
باقی مطلب ہے یہی فاختہ کی کو کو کا

بام پر یار کا چہرا دیکہا — طور پر نور کا شعلا دیکہا

دل مین دنیا کا تماشا دیکہا — موج زن کوزہ مین دریا دیکہا

دیکہہ اوس روے طلائی پر خط — ہو نہ کندن پہ جو مینا دیکہا

قطعہ

آه نالے سے نہ نکلا کچھہ کام
آسمان تک اسے پہونچا دیکھا

قاصد اتنا ہی تو کہدے مجھسے
خط کو پڑہوا کے سُنا یا دیکھا

رہتا ہی مجھہ ہی سی پہرا وہ سرو
ورنہ سب سے اوسے سیدہا دیکھا

راه مین کل وه یکایک جو ملا
میری جانب کو نہ اصلا دیکھا

عرض کی مین نے ادہر تو دیکھو
کہا مُنہ پہیر کے دیکھا دیکھا

جسنے دیکھا دہن جانان کو
باقی عنقا کو ہے گویا دیکھا

یار کا پانون تو عالم کا وہان سر ہوتا
کاش کے مین بہی در یار کا پتھر ہوتا

بوسے لیتا لب شیرین کے جو ساغر ہوتا
شیشہ ہوتا تو مین ہم پہلو دلبر ہوتا

جلوه فرما جو کبہی وه مہ انور ہوتا
شرف منزل خورشید میر اگھر ہوتا

دل عاشق کی یہ سو ٹکڑے کہان سے ہوتے
تیغ ابرو مین جو غمزے کا نہ جوہر ہوتا

ورق گل پہ سپہر کی لکہتا توصیف
رگ بلبل سے اگر رشتہ مسطر ہوتا

آتش عشق کی دل ہی کہ لاتا ہے تاب
خاک ہوتا جو اس آتش مین سمندر ہوتا

لب نگین کا اگر رنگ دکہاتا وه شوخ
لعل بے رنگی سے بلور کا پتھر ہوتا

ہوش ہی جاتے رہے نوچکا ادہڑتے ٹانکے
زخم دل سینے کی در پے جو رفوگر ہوتا

اپنی بیتابیِ دل کی بھی مین لکھتا حالت
خط کے پہونچانے کو لوٹن جو کبوتر ہوتا

جوشِ وحشت کی سبب راہ پہ آتا نہ کبھی
تیرے آوارہ کا گر خضر بھی رہبر ہوتا

قدِ بالا کے تصور مین جو کرتا فریاد
میرے نالون کا گذر عرشِ برین پر ہوتا

آج ہوتا جو سلیمان تو تیری رکھتا مہر
آئینہ تجھکو دکھاتا جو سکندر ہوتا

کسی حالت مین نہین مجھکو سرورِ باقی
نشۂ مے سے مرے سر مین ہی چکر ہوتا

فقط اک حجتِ اثباتِ سخن ہے اونکا
ورنہ نظرون سے تو معدوم دہن ہے اونکا

آمین آئین کبھی شادابیِ خاطر کے لیے
دلِ پُر داغ نہین ہے یہ چمن ہے اونکا

جسے چاہین اوسے پامال کرین جائز ہے
جگر اونکا ہی دل اونکا ہی بدن ہے اونکا

ایک ٹھوکر مین ہین سو مُردون کو زندہ کرتی
نہین عیسےٰ مگر اعجاز چلن ہے اونکا

ہرن آنکھین ہین سیہ خال ہین نافے اونکے
مار گیسو ہین در گوش یمن ہے اونکا

فرطِ تنگی سے بھلا کسکو نظر آتا ہے
کون کہتا ہے کہ چہرے مین دہن ہے اونکا

لب و رخسار و خطِ یار کے جو عاشق ہین
یمن اونکا حلب اونکا ہے ختن ہے اونکا

عشق گلرو مین ہے جن لوگون نے دی اپنی جان
چشمِ بلبل جسے کہتے ہین کفن ہے اونکا

یون تو ہونے کو ہزارون ہی عاشق ہین

باقی اک بندۂ دیرین وکمین ہے اونکا

بس آتے ہی اب روٹھکے جانا نہین اچھا
جانا نہین اچھا ہے یہ جانا نہین اچھا

پازیب کی آواز سنانا نہین اچھا
سوتے ہوئے فتنون کو جگانا نہین اچھا

کیا آپ ہی عالم مین ہین شمشیرزن آواہ
ہر وقت یہہ ابروکا چڑہانا نہین اچھا

اب غیر پشیمان ہوئے جان گنوا کر
ہم کہتے نہ تہے دل کا لگانا نہین اچھا

پریون کا نہ سایہ کہین آجان جہان ہو
کوٹھے پہ کبوتر کا اوڑانا نہین اچھا

مین بد ہی سہی آپ نے سمجھا جو مجہے بد
اچھا نہین ہین تمنے جو جانا نہین اچھا

باتون مین بگڑ جاتے ہو کیا خیر ہی صاحب
اتنا بہی تو بدذاتی پر آنا نہین اچھا

کیا قدر تمہاری کوئی باقی کرے افسوس
تم اچھے ہو لیکن یہہ زمانا نہین اچھا

جوش اشک دیدہ گریان نے طوفان کردیا
گھر ہزارون ہا کی آبادی کو ویران کردیا

کہکشان کا اوس پری نے دور داماں کردیا
مہر کا تکمہ مہِ نو کا گریبان کردیا

کفر خال رخ جانان کو کہتی ہین بلال
شاعرون نے جہوٹ ہندو کو مسلمان کردیا

یاد دلواتا ہے تیرا حسن حسن حور کو
تجہکو خالق نے مگر بہولے سی انسان کردیا

قد نے طوبی رخ نے جنت لب نے کوثر یا بہشت
حسن نے تجہکو سراپا باغ رضوان کردیا

سادہ پن اوسکا بھی کافر قتل کرتا ہی مجھے
تیغ ابرو سے جو پوچھا وسمہ عریان کر دیا

سرو کو نسبت ہو گیا قد کہ حق نے اے صنم
پا بہ گل اوسکو کیا تجھکو خرامان کر دیا

زلف الجھتی تھی سیر رخسار سی ہر دم مگر
خط رخ نی درمیان مین انکی قرآن کر دیا

سرمے نے اوس چشم کو شوخی نسوائی اور بھی
رنگ پان نے سرخی لب کو دو چندان کر دیا

گرمی دیوان آتش ہی سے سیر دیوان ہین
جبسے عشق شعلہ رویان نے غزلخوان کر دیا

کوئی پیدا تو کرے مجھسا جگر اے ہمدمو
دوست کو دل دیکھ مین نے دشمن جان کر دیا

کھینچتا ہون دار مژگان پر مین طفل اشک کو
آشکارا اسنے سب پر راز پنہان کر دیا

اشک بھر آنکھ مین کہتی تھی مجھسے عندلیب
ہاے گلچین نے کیا خالی گلستان کر دیا

جانسہ یون کی اٹک انمین کہان باد بہار
تو نے غنچون کے لیے گو جمع دامان کر دیا

بوسے دیکر اپنے لعل لب سے اوس محبوب نے
مجھکو باقی خسرو ملک بدخشان کر دیا

بلبل آتش نفس ہون سر ہی کیا صیاد کا
شعلہ آواز سے پھوکون قفس فولاد کا

جبسے نالان ہون بتان شوخ کی بیداد کا
نالہ ناقوس شاکی ہے میری فریاد کا

کھینچنا چاہے جو اوس چشم دل آرا کی شبیہ
موے مژگان پری خامہ بنے بہزاد کا

مشت پر ہو گئے کنج قفس مین ہمصفیر
کیا پتا دون عندلیب خانمان برباد کا

علم و فن مین عاشقی کے سب ترے شاگرد ہین
ہون سبق آموز قیس و وامق و فرہاد کا

وہ مسی آلودہ لب دیکھے جو ہنسنے مین ترے
منہ ہوا حسرت سے نیلا سوسن آزاد کا

قتل کر بیٹھا جو تو مجھکو تو میری نعش پر
غل اوٹھا نوحے کے بدلے اک مبارکباد کا

ضعف کے ہاتھون نہین اوٹھتا قدم صحرا مین آج
ای جنون خواہان ہون ہمت سے تیری امداد کا

قد تیرا موزون ہے اور ایک چوب مستطیل
راستی سے آگے تیرے رتبہ نہین شمشاد کا

یہ تباہی نامہ بر کہ باشندہ ہون مین
خانۂ زنجیر کا شہر جنون آباد کا

یون کھٹکتا ہے طبیعت مین مری نقصان شعر
جس طرح غم ہو پدر کو ناخلف اولاد کا

لفظ بسمل جا بسم اللہ تھا تیرا سبق
تو نے مکتب ہی مین پہلے خون کیا استاد کا

کچھ نہ فرمایا کبھی مجھسے بہت افسوس ہے
رہ گیا مشتاق باقی آپ کے ارشاد کا

مین سوے گلشن فردوس گزر کیا کرتا
بے رخ یار رخ گل پہ نظر کیا کرتا

دیکھتے تم کہ شرارت سے یہ شر کیا کرتا
گر اجل سر پہ نہ ہوتی تو بشر کیا کرتا

مہر تابان نہین جسکی حضوری مین فروغ
ہمسری اوس رخ روشن سے قمر کیا کرتا

جان جان ہمت عاشق پہ نکر طعنہ زنی
دل تجھے دے چکا اب اور جگر کیا کرتا

آپ نے لطف سے آنسو جو نہ پوچھے ہوتے
دیکھتے پہر یہہ میرا دیدۂ تر کیا کرتا

موت آئی تیرے عاشق کی بڑی خیر ہوئی
مرض عشق ابھی کسکو خبر کیا کرتا

حاصل زیست ابھی تک نہیں معلوم ہوا
پی کے مین آب بقا مثل خضر کیا کرتا

ہست ہی نیست ہے معدوم ہی موجود ہی ہے
آپ فرمائیے مین وصف کمر کیا کرتا

سنکے اوس شوخ نے پوچھا کہ یہ روتا ہے کیون
نالہ اور اس سے کہین بڑھ کے اثر کیا کرتا

چھوڑا صیاد نے گلشن مین بہت خوب ہوا
مشت پر ہون مجھے لیجاتا وہ پر کیا کرتا

تا بہ معراج حوادث ہی جہان مثل حباب
ایک دو دم کی بسر زید کو گھر کیا کرتا

بخدا مین ہون ہجران بخت سنو اہل وطن
فلک پیر میرے ساتھہ سفر کیا کرتا

جیتے جی جسنے ملاقات نہ کی ہو باقی
میری تربت پہ زیارت کو گذر کیا کرتا

ردیف بائے عربی

بسکہ ہے دل مین تمنائے شراب
دل ہے پہلو مین کہ مینائے شراب

بے تیرے حلقۂ ماتم تہا دور
خون دل جام مین تہا جائے شراب

میرے زخمون سے جو پہاہا اوترا
بنگیا پنبۂ مینائے شراب

لطف جسم دور مین اوڑتی ہے یون
جان دیتا ہے مسیحائے شراب

بات مین پیر جوان ہوتا ہے | زاہد دیکھ تماشاے شراب

باغ مین لطف ہے مے نوشی کا | جام گل سرو ہے میناے شراب

بوسے لیتا ہون مین اس لب کے مدام | سب مجھے اصلا نہین پرواے شراب

بادہ کش وہ ہین کہ صندل کے عوض | درد سر ہو تو ملین لاے شراب

کیون نہ ملاح ہو ساقی باقی
جام ہے کشتی دریاے شراب

کہہ رہا ہے دل شیداے شراب | ہاے خم ہاے سبو ہاے شراب

کہو ساقی سے ادہر لاے شراب | گر نہ صہبا ہو تو دے لاے شراب

قیف گوش آنکھین وہ مخمور ہین جام | گردن یار ہے میناے شراب

عاشق پیر مغان کی مٹی | خاک مین ملکے بنی لاے شراب

وہ ہوے نوش سے ملے مے جسکو | کیا ہوے شیخ نہ جو پاے شراب

سہر تو چلتی ہے مری محفل مین | کون کہتا ہے نہین پاے شراب

مین نے باقی جو انڈیلی صہبا
خندہ کرنے لگی میناے شراب

مین کہا پیر اجب سنا مطلب | تیرے مطلب سے مجھکو کیا مطلب

جب دیا بوسہ کس مزے سے کہا
کیون جی کیون آپ کا ہوا مطلب

اے پری مجھسے تجھسے کیا ہونا ہ
تو جفا کار مین وفا مطلب

جب کہا مین نے غیر آتا ہے کیون
وہ یہ بولا کہ تجھسے کیا مطلب

حیف ہم پانون تیرے چھونے نہ پائین
گانٹھے یون بعقت مین حنا مطلب

دل مین یہ بھرے ہین اے باقی
آرزو و شوق مدعا مطلب

ردیف بائے فارسی

پہلے مشہور تھے کہان آپ
کب غیرت سے تھے مہربان آپ

پیغام زبانی بھی نہ بھیجا
خط بھیجتے ہین مجھے کہان آپ

پیوند زمین تو ہو چکا ہون
اب خاک کرینگے امتحان آپ

پے در پے تیر مارتے ہین
غمزون سے اوڑاتے ہین نشان آپ

پتلی ہے کہین شیخ مین آے
کہتے ہین کمر کو کیون میان آپ

پائی نہ کبھی حقیقت اپنی
اپنی نظرون سے ہون نہان آپ

پروانہ صفت وان جہان سے
ہین صورت شمع شب جہان آپ

پہر ہونگے پڑے کہین چمن مین | بلبل کا نہ پوچہین آشیان آپ
پردہ مین ہے قیس کب ہے لیلا | وہ ناقہ نشین ہے ساربان آپ

پاس اے باقی ہی کیا جو دین نذر
حاضر ہے لین جو نقد جان آپ

ردیف تاے عربی

دوست ہے دشمنی یہ کیا اے دوست | مجہہ وفا دوست پر جفا اے دوست
تنگ ہے اور عرصۂ عالم | تیرا کوچہ ہے دل کشا اے دوست
تر ہو اشک سے ابر دریا بار | میرے اشکون کا ماجرا اے دوست
ترک مردم شکار ہین واللہ | تیری آنکہین ہین کیا بلا اے دوست
سے تنکے چنتا ہون منہ ہوا ہے زرد | غم سے ہون شکل کہربا اے دوست
تپ سوز درون سے مرتا ہون | عشق ہے درد لادوا اے دوست
ہے نفرت ہے دشمنون سے ربط | ہوئے بیگانے آشنا اسے دوست
ترک ہو جاے گی تمام اپنی | سر تو سن جو تو چڑہا اے دوست

افسر و تخت کیا کرے باقی

تیرے کوچہ کا ہے گدائے دست

ردیف تائے ہندی

دور ہے آنکھ سے جو وہ چوکھٹ
ٹکڑے ٹکڑے جگر ہے مثل کتان

پتلیان بہرتی رہتی ہین آنسو
ٹھوکرین مارتا ہون وحشت مین

ٹانکے توڑین سے گے زخم دل سوبار
اشک کا یون شرہ پہ ہے جلوہ

جس سے کرتا ہے تو تیمم شیخ
ٹھنڈی سانسین ہین دل سے لیتا ہون

وان قدم راہرو کا کیا ٹھہرے
در مژگان کے یان کھلے ہین پٹ

گھونگٹ اوس ماہ کا گیا جو الٹ
میری آنکھین ہین یا کہ ہے پنگھٹ

ڈر ہے دامان کو وہ جائے نہ پھٹ
اے رفوگر نہ کر رفو چل ہٹ

جس طرح بانس پر چڑہے کوئی نٹ
خاک وہ میری مرگی ہے تلچھٹ

یاد آتی ہے جب وہ گرماہٹ
جس بیابان سے شیر جائے پلٹ

ٹھگ ہین زاہد نہین ہین اے آباقی
انسے بڑھکر نہین کوئی نٹ کھٹ

ردیف ثائے مثلثہ

ثابت ہو کر جفا کے باعث
تعذیر دو پھر بتا کے باعث

ثانی نہین نازنین تمہارا
یکتا ہو تم اس ادا کے باعث

ثالث ہے رقیب تم مین مجھ مین
ہے رنج اس ناز کے باعث

ثعبان ہے ترا عصا مجھے شیخ
ڈرتا ہون تری ریا کے باعث

ثمرہ یہ ملا کہ جان کھوئی
باقی غم دلربا کے باعث

ردیف جیم عربی

جو حسین ہین نہین زیور کی احتیاج
کب سر کو مہر کے ہوئی افسر کی احتیاج

جب چاہا دل سے پوچھ لی دلدار کی خبر
قاصد کی جستجو نہ کبوتر کی احتیاج

جنگل مین گردباد لیتا ہون کا خضر
صحرا نورد کو نہین رہبر کی احتیاج

دی جان مین نے قامت جانان کے عشق مین
ہے ڈھیر پر یہی شاخ صنوبر کی احتیاج

جنت مین کیا کرون ترے کوچے کو چھوڑ کر
طوبے کی یان طلب ہے نہ کوثر کی احتیاج

جام شراب عشق سے ہی مین مست ہون مدام
ساقی کسی سے شیشہ و ساغر کی احتیاج

علوے سواد کے عالم نور اسقدر ہوا
محفل مین تھی نہ شمع منور کی احتیاج

جنبش سا نے اوس فرش کے کیا کام ہی تمام
باقی نہین رہی دم خنجر کی احتیاج

ردیف جیم فارسی

پگڑی کا تھا خوب یوہین ہر پیچ
طرہ ہوا اور اوسپہ سر پیچ

چھپ جاتا ہے اسمین مصحف رخ
چھاپے کا ہے گویا چشم تر پیچ

گنڈلی مارے ہے گنج پر سانپ
گیسو کے نہین ہین چہرے پر پیچ

دل سے مرے صاف کیا ہوا زلف
پڑتے جاتے ہین پیچ پر پیچ

شہ غیر کو مرے کے کاٹ لو سر
ہون یاد تپنگ کے اگر پیچ

بولا وہ جو ہم گئے تھے شب وصل
کشتی کے یہان نہ صاف کر پیچ

کیا زلف کا اعتبار باقی
باتون مین ہے اسکے سر بسر پیچ

ردیف حاے حطی

حسین نہین کوئی وش شوخ کربلا طرح
کہ جیلے سامنے مہتاب ہے سہا کی طرح

حباب ہے نہین اعتبار اس تن کا
ابھی یہ روح نکل جائیگی ہوا کی طرح

حصول کار محقق نہین مقلد کو
عصا مین طاقت رفتار کب ہے پا کی طرح

حیا و شرم سے پردہ گیا زمانے کا
کبھی وہ بت نہ دکھائی دیا خدا کی طرح

حیات تازہ ملیگی مریض ہجران کو
جو ایک بوسہ عنایت کرو دوا کی طرح

سو جو ہین مرے دوست ہین ستمگر ظالم
رفیق ہو گئے بیگانے آشنا کی طرح

حریص کی نہین دنیا مین قدر کچھ باقی
کہان ہوس کی فضیلت ہوئی ہما کی طرح

ردیف خاء معجمہ

خوبی و حسن مین یکتا ہے وہ رخ
چشم بد دور تماشا ہے وہ رخ

ختم ہے اوسپہ صفائی دیکھو
آینہ سے بھی مصفا ہے وہ رخ

خط نہین ہے رو کتابی کے گرد
دیکھو قرآن محشا ہے وہ رخ

خوب مشاطہ نے آرائش کی
حسن افشان سے مطلا ہے وہ رخ

خیرہ ہوتی ہین نگاہین کیا کیا
مہربان نور کا بکا ہے وہ رخ

خواب مین بھی نہ ملا اسکا خیال
روز و شب آنکھو مین پھرتا ہے وہ رخ

خلد مین دیکھی نہ حور اسنے کبھی

جس کو باقی نظر آتا ہے وہ رخ

ردیف دال مہملہ

دام سے چھوٹکے آئی ہے بہار اے صیاد
مشت پر لیکے اب مجھکو نہ مار اے صیاد

دوسی باغ سی پہونچا ہون بال کٹ کے قریب
ہجر سی گل کے میرے دل مین ہین خار ای صیاد

وادکو ونکی نہ پونہچا کوئی تیری ہاتہون
گو عنادل نے کیے نالے ہزار ای صیاد

دیکھنے سیر چمن کی جو گیا قید ہوا
شوق گل ہی نے کیا تجھسے دوچار ای صیاد

دست پروردۂ شاخ گل و ریحان ہون مین
کب ترے کنبہ پہ ہو مجھکو قرار ای صیاد

دل پہ داغ کو ہین تختۂ لالہ سمجھا
ہی مجھے کنج قفس ہی مین بہار ای صیاد

پھونک دون مین ابہی تیرا قفس فولادی
سوز دل سے جو نکل آئین شرار ای صیاد

دم ہی باقی ابہی جیتا ہون جو ہو قسمت سے
ایک دم صحن گلستان مین گزار ای صیاد

ردیف دال ہندی

ڈر کیا وہان جو زور پہ ہے یار کا گھمنڈ
یان او رہی ہے اپنے دل زار کا گھمنڈ

ڈوبے جہان جو اشک کا طوفان ہو جوش پر
کھلجائے دم مین ابر گہربار کا گھمنڈ

ڈالی پہ جو گل آج ہے کل ہو وہ زیر خاک
دو دن ہے باغ دہر مین ثمردار کا گھمنڈ

ڈسنا یہ بھول جائیگا پھر بل نہ کھائیگا
کھووے گی تیرے زلف سیہ مار کا گھمنڈ

ڈھب کیون نئی نکالتے ہو چھیڑ چھاڑ کی
ہے اندنون کچھہ اور ہی سرکار کا گھمنڈ

ڈھلتے ہین آج شعر مرے شمع وار گرم
ہے مجھکو وصف شعلۂ رخسار کا گھمنڈ

باقی جو اوسکے دیدہ و ابرو کو دیکھ لے
پھر ترک کو نہ ہو کبھی تلوار کا گھمنڈ

ردیف ذال معجمہ

ذکر ہجران مین جو مین نے اوسے لکھا کاغذ
نہ وہ قاصد سے ملا اور نہ دیکھا کاغذ

ذوق ہے مجھکو کبوتر کے اوڑانے کا مگر
اس لئیے پھاڑ کے ہر سمت اوڑایا کاغذ

خون کرنا جو تھا آرزوُن کا میری
سرخ کیون مجھکو پھر اوس شوخ نے بھیجا کاغذ

سرخ دامن جو ہے قاتل کا قیامت کے دن
وہی محضر ہے وہی ہے میرے خون کا کاغذ

[illegible] انشا [illegible]
[illegible] آیا کاغذ

رو سپیدی جو گنہگاروں میں ہے مجھکو نصیب
میرے اعمال کا ہوتا نہیں کالا کاغذ

ذائقہ منہ کا نہ بدلا نہ گئی تپ غم کی
گو کہ تعویذ نے بازو پہ بندہا یا کاغذ

خوف باقی تجھے عصیاں سے ہی کیوں وہ ہی رحیم
بیخطر ہونے دے اعمال کا کالا کاغذ

ردیف رائے مہملہ

رواں ہوا ہے مرے آہ کا دہواں سر پہ
نہیں ہے ابر نہیں ہے یہ آسمان سر پہ

رہا نہیں ہے تری شمع سی مثال ای دوست
دہن میں تیر زبان وسکی ہی زبان سر پہ

رولایا ہجر نے ایک بحر حسن کے ایسا
کہ اپنے اشک کا دریا ہوا رواں سر پہ

رہیگا عالم اسباب کا یہیں اسباب
کوئی اوٹہا کے نہ لیجائیگا مکان سر پہ

خیال ابرو قاتل کیا جو فرقت میں
پہونچ گئی وہیں شمشیر اصفہان سر پہ

چمن میں غنچہ وگل ہاتھ پانوں پہیلائیں
ہر ایک وقت کہڑی ہتی ہی خزان سر پہ

ریائی دلق سے بیزار ہیں جو ہیں آزاد
عمامہ بہی مجہے ایک بوجھ ہے گران سر پہ

رضا دے مجھکو کہ بیٹھوں چمن میں کیوں بہار
کہڑی ہی ہی ارے باغبان خزان سر پہ

رہا مجہے نکریگا تو دیکھ اے صیاد
میں شور کرکے اوٹہا لونگا آسمان سر پہ

گئے نہین تو بہلا آج کیون ہے یہ معمول ۔ سلام کو نہ رکہا ہاتہہ مہربان سر پر

رکہو نہ خون کو خورشید حشر کے باقی
رہیگا حیدر کرار کا نشان سر پر

رفیقو جان دیتی ہے یہ کسکے دیکر وشن پر ۔ کہ جلتی شمع شعلہ طور کا ہی میرے مدفن پر
وہ بکہری لٹ سی ہے کیا بہار اوس رخ کے جوبن پر ۔ گہٹا گہنگہور چہائی ہی عجب صورت سے گلشن پر
در گوش صنم سے کاکل پیچان الجہتی ہے ۔ ندیکہا ہو تو دیکہہ اے دل لپکنا مار کا سن پر
ہمارا اور ہی محبوب ہے کچہ وہ نہین ہین ہم ۔ پہسلتے ہون جو چکنی صوتون کے رنگ و روغن پر
کہان تک ہم جراح کافی ہو بہلا یا رب ۔ کہ ناسور ہین دل مین ہزارون داغ ہین تن پر
سمن رخ غنچہ لب شمشاد قامت سبزہ خط ہی تو ۔ بہار حسن نے تجہکو فضیلت دی ہی گلشن پر
ہوئی برباد مٹی خاکساران محبت کی ۔ کہ آج اوس ترک کو پہر قصد ہی چڑہنی کا توسن پر
تیرے پرتو سے محفل مین ہے شب کو روشنی دن کی ۔ قبا تن پہ ہے یا فانوس ہے یہ شمع روشن پر
اودہر آتا ہے نشانہ وہ کمان ابرو جو پڑ در پے ۔ تو دل کہتا ہی جان قربان کرین اوس ناوک افگن پر
پہر آئے دن بیابان پہاڑ کی جوش گل سے ہے ۔ کہ عالم دامن گلچین کا ہی صحرا کے دامن پر
محبت سخت جانکو سخت جان سے ہی زمانہ مین ۔ نہین عاشق کوئی جز سنگ مقناطیس آہن پر
اوسی کی چشم سے ہی ساغر مے دیدہ پر خون ۔ صراحی نے گلا حسرت سے کاٹا جسکی گردن پر

نہ دن کو چین آتا ہی نہ شب کو نیند آتی ہے
فراق دوست کی آفت پڑے باقی نہ دشمن پر

کیا فقط دل چاک ہی بر مین قبائے یار پر
پیچ کہاتی جان بہی قالب مین ہی دستار پر

ہی سواد خط کہان اوس صفحۂ رخسار پر
حاشیہ لکہا ہوا ہے مطلع الانوار پر

سب ہین مفتون چشم و زلف و خط و خال یار پر
سیکڑون نے جان کہوئی ہی نہین دو چار پر

چشم گریان طعنہ زن ہے قلزم زخار پر
اشک طوفان زا نے مارا ابر تر کو دہار پر

غیر کا آنے نہ پایا اپنی آنکہون مین خیال
طعنہ زن مژگان رہین خار سر دیوار پر

گر نہین ہے آتش یاقوت سی پیدا دہوان
کیا ہی یہ رنگ مسی لعل لب دلدار پر

دیکہتے ہین رات کو مشتاق چہپ چہپ کر تمہین
چور گرتے ہین تمہاری دولت بیدار پر

مین نے رو رو کر رلایا ابر دریا بار کو
تمنے ہنس ہنس کر گرائین بجلیان گلزار پر

ہوگئی ہی معنی روشن سے روشن مثل شمع
عیب چین نے گر رکہی اونگلی میرے اشعار پر

ہم تو اوس موتی کی کنٹہے پر تصدق ہوگئے
مولوی جامی ہین غش سبحۃ الابرار پر

ذکر لعل و فکر رخسار ملیح یار سے
رات بہر چہڑکا نمک باقی دل افگار پر

پرتو عارض سے کیا رونق ہی خط یار پر
چاندنی ہی لوٹ گویا سبزۂ گلزار پر

چار سو سے ہی ہجوم خط لب دلدار پر
شام والون کی چڑھائی ہوگئی قندھار پر

شوق سے کٹتے ہیں مرے صیاد دیوار پر
طاقت پرواز کب ہے ہین کسی پرکار پر

حلقۂ خط مین نمایان ہے عجب کچھ لطف سے
نقطۂ پرکار کی پھبتی ہے خال یار پر

عاشقان لف کے دل کیون آئے مین پیچ مین
طرہ ہی سرپیچ کی درج بندش دستار پر

اوس کمان ابرو کے آنکھ تیر کہائے ہین کہ سے
سخت جانی کا میری شکوا لب سوفار پر

شل ہوئی ید حق بین تو پیدا اگر کہین
طور کا جلوہ نظر آتا ہے ہر کہسار پر

ہو تیا کے پہول دیکھو ہین گوندھو اُس لف مین
زہراب کہانا پڑا اس کو زیالے مار پر

دیکھ کی مین جان اُن کی ہو میری آنکھ مو
مر رہا ہون مین کسیکے موتیون کے ہار پر

جسکو دیکھا دیکھے جہلتے پا بیہوشی کی وقت
کیون نہو مسجد کی پھبتی خانۂ خمار پر

ہون مین وہ آوارہ وحشت کہ وہ دشت مین
پانون کے چھالون کا شکوا ہی زبان خار پر

خط کے دیکھو مین دل جاہِ زنخدان مین گرا
سچ ہی یہ ہی ہم جان سبزہ اوگا جب غار پر

مجھسے باقی حال میری تیرہ بختی کا نپوچھ
چاندنی بہی رات کو آتی نہین دیوار پر

اے بت خدا نے دی ہے تجہے وہ ستم کمر
مجبوب اور ہین مگر ایسی سے ہے کم کمر

جہکتے ہین کب کسیکی وہ تعظیم کے لیئے
بار گران لف سے ہوتی ہے خم کمر

ہین جیتے مرتے عشق مین اونکی تمام لوگ — راہِ بقا جو لب ہین تو راہِ عدم کمر

کیونکر کہون مین سروِ چمن کو قدِ نگار — اوسکا ہی ہم شبیہ نہ ہمسر نہ ہم کمر

جاتا ہون مین عدم کو خیالِ کمر کی ساتھ — ہے نزع مین بھی یادِ مجھے دمبدم کمر

اللہ ری نازکی کہ ہے دشوار قطع راہ — لچکی زمین پہ اوسنے رکھا جب قدم کمر

مانی ذرا ہماری بھی نازک کمر کو دیکھ — ایسی کبھی لکھے نہ تیرا ہو قلم کمر

عنقا کی طرح ساری خدائی مین نام ہی — دیکھی نہین ہے سنتے ہین اوس کی ہم کمر

باقی نہ بال ہے نہ رگِ گل شے ہے خیال
ان شاعرون کے ہاتھ سے ہے متہم کمر

ردیف زاے معجمہ

زبان کو میری فقط ہے ترا ہی نام عزیز — کلام اور نہین مجھکو لا کلام عزیز

زمانہ سب تجھے کہتا ہے یوسفِ ثانی — تجھے کو کہتی ہین عالم کی خاص و عام عزیز

زبان تشی مین کرتے ہین کچھ عجب ہی بہار — بہت ہے رندون کی مجھکو یہ دہوم دہام عزیز

نہین جو مجھکو ملا ہے مزا اسیری کا — قفس پسند ہے صیاد اور دام عزیز

زلال نوشی مبارک مغان کو ہو ساقی — مین دردمند ہون مجھکو ہی دُردِ جام عزیز

زمین ملک ختن مین بنا ہین میرا مزار
کہ ہے کسیکی مجھے زلف مشکفام عزیز

زیادہ کب تری رفتار سے ہو کبک کی چال
تیرے خرام سے کیا اوسکا ہو خرام عزیز

زبون ہے حال مرا ہجر مین ترے ظالم
بس اب ہے جینے سے ہے موت کا پیام عزیز

زوال مین نہین باقی کوئی کسیکا شریک
رفیق۔ دوست۔ پسر۔ اقربا۔ غلام۔ عزیز

ردیف سین مہملہ

کرتا نہین مفلس کا کوئی ناکس و کس پاس
وہ پاس سے ہین اپنے ہمیشہ جو ہون مس پاس

سر پھوڑتا مجھسے غم معشوق مین سیکھے
فرہاد رہے آکے جو دو چار برس پاس

حال اپنا گلون سے تو کہین ڈرسے ہے لیکن
سن لے نہ کہین باغ ہی دور از قفس پاس

جب دن ہے مرے پاس وہ آتا نہین کافر
آتی نہین یان آپ مین اونکی ہوس پاس

ہم شکوہ جو کرتے ہین تو سنتا نہین کوئی
کرتا ہی وہی ترک کا ہر ناکس و کس پاس

سینے کو ہو کج طبع سے کیا ربط کہ باقی
تیر آکے کمان مین نہ رہا ایک نفس پاس

ردیف شین معجمہ

شاہد گل عذار پر ہون غش — لب گلگون کی بہار پر ہون غش

سیر کیا لالہ زار کی دیکھون — جگر داغدار پر ہون غش

شام سے صبح تک ہے گل کے قریب — بخت بیدار خار پر ہون غش

شرب مے ہے بدولت اسکے نصیب — ساقیا مین خمار پر ہون غش

شہ سوارون کا چھو لیا دامن — اپنے مشت غبار پر ہون غش

شربت قند خوش گوار نہین — بوسۂ لعل یار پر ہون غش

شاد ہون اوسکے لطف سے باقی — ساقی غمگسار پر ہون غش

ردیف صاد مہملہ

رخ ہے پسند بھاتی ہے گل علی الخصوص — غم گل تو خیر دیتا ہے سنبل علی الخصوص

گو مارتا ہے اپنی ادا سے وہ خلق کو — کرتا ہے قتل اوسکا تغافل علی الخصوص

صیاد فصل گل مین ہین تیرے دست جور سے — نالان ہین مرغ باغ پہ بلبل علی الخصوص

انسان کو پھانستے ہین بناوٹ کے دام مین — زہد و صلاۃ و صوم و توکل علی الخصوص

صورت کو اوسکی دیکھ کے فصل بہار مین — بے رنگ ہو گیا چمن گل علی الخصوص

صدمے ہزار سہتے ہین عاشق کی جان پر
کرتا ہی جب وہ شوخ تجاہل علے الخصوص

صدق و صفا مین دعوے باطل کرین ہزار
باقی کو ہی تجہی سے توسّل علے الخصوص

ردیف ضاد معجمہ

ہمین نہ پہول سے مطلب نہ گلستان سے غرض
جو ہی تو یار کے دیار کے مکان سے غرض

جگہہ جو دل مین ہوئی ہی اُسے صیاد
قفس سے کام ہی مجہکو نہ آشیان سے غرض

جمانہ رنگ تعلّق ریاض عالم مین
ہی کسطرح کہ آزاد کو مکان سے غرض

ضیای مہر رخ یار ہی عکس افگن
کسے ہی لمعۂ خورشید آسمان سے غرض

ضرر سے رنج ہے مجہکو نہ نفع سے راحت
مین عشق باز ہون کیا مجہکو دو جہان سے غرض

ضد ایسی کرتے ہین ہر بات مین جو آ باقی
مگر ہے اُنکو مرے دل کے امتحان سے غرض

ردیف طاے مہملہ

ہی ہر نگہ سے نظر ہے شرط
نور دلدار سے خبر ہے شرط

میرے بنانے کا طرز اڑایا تو ہے
پر سن اے عندلیب اثر ہے شرط

طاقت اب کیا جو مجھسے سنکر ہون
قول پر قول شرط پر ہے شرط

طرۂ یار سے مین ڈرتا ہون
ایسے طرار سے حذر ہے شرط

طرفہ رستہ ہے عشقبازی کا
اس گزرگاہ مین گزر ہے شرط

طالب دلبران نہوز نہار
دل کے دینے کو بھی جگر ہے شرط

طور بے طور ہے تیرا باقی
اوس ستمگار کو خبر ہے شرط

ردیف ظای معجمہ

دلبر جو تنہا شب کو مجھے کچھ نہ ملا حظ
گر شمع نہو ہو دل پروانہ کو کیا حظ

ٹھہر آنے کا وعدہ تھا عشا تک بھی نہ آئے
شاید وہ اوڑاتے ہین کہین ہمسے جدا حظ

نور رخ پرنور وسواد خط رخ سے
دونا شب مہتاب مین عاشق کو ملا حظ

ظرف اپنا ہی خم سے بھی زیادہ کہین ساقی
اک جام سے کیا خاک ملے ہمکو بھلا حظ

ظاہر ہے کہ جب یار نہو خاک ہو آرام
باقی وہ میرے پاس جو بیٹھا تو اوٹھا حظ

ردیف عین مہملہ

منہ نہین اوسکے روبرو ہو شمع
ہو تو پہونچیگی کیسے رخ کو شمع

عکس عارض سے دیدۂ تر مین
دیکھہ روشن ہی کیا لب جو شمع

عشق بازون سے کیا برابر ہو
جلتی ہے سر کٹاتی ہے گو شمع

عبث اتنی نہ گرمیان دکھلا
رخ جانان کے روبرو او شمع

عبرت افزا رہی ہے قبر پہ آج
کل تہی بالین پر میری جو شمع

کیسا اندہیر ہے خدا کی پناہ
اوسکے رخ کو کہین سخن گو شمع

کاٹ کر سر یہ مجھسے کہتے ہین
کیسی جلتی ہے دیکھیئے تو شمع

عاشق کامل اسکو کہتے ہین
سر کٹا کر کھڑی ہے دیکھو شمع

عرق آلودہ ہوکے بہتی ہے
تیرے عاشق کی سیکہی ہی خو شمع

عاشقون کی طرح سے اے باقی
صبح کرتی ہے روکے شب کو شمع

ردیف غین معجمہ

غیرت رخ سی دہوا ہی تیری بے نور چراغ
تو جو ہو پاس تو کیونکر نکرون دُور چراغ

غرق ہی عرق شرم این تیری رخ سی
ہو نہ کیون پردۂ فانوس مین مستور چراغ

غش نہ کہا مین گی کبھی طالب دیدار تیری
نہین موسی سے یہ دکہائیگا جنہین طور چراغ

غور کر عاشق و معشوق مین ہی ایک ہی نور
خود ہی پروانہ ہی اور آپ ہی مشہور چراغ

ہم جلین آتش فرقت سے مگر صد افسوس
بار پائی تیری خلوت مین بدستور چراغ

ہوس اتنی ہی کہ ای شمع تیری محفل مین
سوز دل کا مرے کر دے کبھی مذکور چراغ

غل مچا یہ کہ ہوئی صبح یہ نکلا خورشید
تیرے آتے ہی ہوا رات کو مستور چراغ

شب کو سطرح بہری اونے مے آتش رنگ
ہاتہہ وہ طاق ہوا ساغر بلور چراغ

غیر کی نظرون مین کب حسن تیرا پاے فروغ
لاکہہ پر نور ہو دیکہے نہ مگر کور چراغ

کاٹے کہاتے ہین غم ہجر صنم مین باقی
شمع سیارے ستارے شب دیجور چراغ

ردیف فای معجمہ

فریاد کیجیے کوچۂ دلدار کی طرف
بلبل پکارتی رہی گلزار کی طرف

فرمایئے کہ قتل کا کسکے ہی آج قصد
ہردم نظر جو پڑتی ہی تلوار کی طرف

فانوس مین چراغ کو ایسا کہان فروغ
دیکھو تو اوسکے برقع و رخسار کی طرف

فتانی جسنے دیکھی ہی اوس چشم شوخ کی
دیکھی کبھی نہ نرگس بیمار کی طرف

فرقت مین گل کی بلبل شیدا چمن مین آج
حسرت سے دیکھتا ہی بہت خار کی طرف

فوارے چھوٹتے ہین مژہ سے سرشک کے
دیکھو تو میری چشم گہربار کی طرف

فاقہ قبول منت دنیا نہین قبول
سگ ہو تو میل ہو اوسے مردار کی طرف

فرط ہجوم خلق سے ہون بند راستے
وہ رشک یوسف آئے جو بازار کی طرف

فرہاد کی وہ تیشہ زنی کا بندھا خیال
سر مین نے پھوڑا دیکے کہسار کی طرف

فصل بہار آئی ہے صیاد چھوڑ دے
پا لیکے چل قفس ہی کو گلزار کی طرف

فردائے روز حشر سے باقی مین کیون ڈرون
غفار ہوگا مجھسے گنہگار کی طرف

ردیف قاف معجمہ

قیدی ہی ہا زلف گرہ گیر کا مشتاق
پابند ہی زنجیر مین زنجیر کا مشتاق

قدر اپنی بڑہائی سے کسیکے نہ بڑہیگی
تعظیم کا طالب ہو نہ توقیر کا مشتاق

قاصر ہی ہی کارگری کچھ نہ دکھائی
اے آہ رہا مین تری تاثیر کا مشتاق

قمری کی طرح تھی ہمین تا زیست اسیری
تھا اپنا گلو طوق گلوگیر کا مشتاق

قاتل نہ پئین گے کبھی ہم آب بقا کو
حلق اپنا ہے آب دم شمشیر کا مشتاق

قدرت نہین جسکی دم نظارہ کبھی آنکھ
تصویر بنا ہے تیری تصویر کا مشتاق

قرآن شریف اپنا ہے وہ روے کتابی
خط گرد ہے دیکھو جو ہو تفسیر کا مشتاق

شبکو مجھے قد اوسکا نظر خواب مین آیا
اس بخت بلندی کی ہون تعبیر کا مشتاق

قاصد سے مین ہر بار کے سنونگا اسے سو بار
ہون یار کے پیغام کی تقریر کا مشتاق

قانع ہون مین کشتہ مجھے کیا حرص کریگی
شایق ہون نہ زرکا نہ ہون اکسیر کا مشتاق

قربان ہون مین کس کی کمان دار کا باقی
سینہ ہے مرا مثل ہدف تیر کا مشتاق

ردیف کاف عربی

سوز فرقت سے ہوئے ہین دیدہ پر آب خشک
جس طرح سرگرمی گرما سے ہون تالاب خشک

خون جب دل مین نہین آنکھو مین آنسو کیا رہین
جب کنوان سے آب نہو بیشک ہے دولاب خشک

کیون نہ کانٹے کی طرح حسرت سے سوکھے عندلیب
پہر خزان کی آئی ہے پھر ہر گل شاداب خشک

یا عصا یا شانہ یا تسبیح یا مسواک ہے
زاہدان خشک کا ہے سب کا اسباب خشک

خشکی و تری کا فرق ہو کیا خاک نسبت دیکھیے — لب ترے تر ہاے تر ہین اور ہو عتاب خشک
ایسی کمی ہو گی سو آپ سے کیا فائدہ — کمترین لبتاب بجا لایا کرے آداب خشک
سنبل تر ہین تیری زلفین وہ خوشبو سی بھری — جسکی حسرت سے ہوا ہے خون مشک ناب خشک
اوسکا رو کا اپنی مضامین سے ہے ظاہر دیکھیے — لایا ہے قاصد جواب نامہ بے القاب خشک
عاشق لب کا ہوئے ہے کہ مرض سے حال ہے — درد مین جسم جا شکر ہوا گر پیشاب خشک
شعر میرے مضامین سے یبوست ہے تو کیا — قند پارہ بنتا ہے ہوتی ہے جو ان ابیات خشک
نغمہ ترکب سنائیگا مجھے وہ نغمہ سنج — خشکی غم سے ہون مانند رگ مضراب خشک

نام کو جوش یبوست سے ہی باقی نہین
اشک کے قطرہ مین بھی ہے شکل گوہر ناب خشک

کمر اوسکی نہین آتی نظر تک — نظر اپنی نہین جاتی کمر تک
کمان ابرو کی خم ہونے نہ پائی — کہ پہونچا تیر مژگان کا جگر تک
رہا کرتے ہو غیرون کے مکان مین — کبھی آتی تو اس بندے کے گھر تک
کدھر جاؤن تیری محفل سے باہر — برنگ شمع گو کٹ جاے سر تک
کوئی ہمدم نتھا فرقت کی شب مین — فقط اک شمع رو یا کی سحر تک
کسیکی خیر و شر سے کیا ہمین کام — نہین رکھتے ہم اپنی ہی خبر تک

کچھہ ایسی ہے ترے عاشق کی حالت
کہ ہوش آتا نہین دو دو پہر تک

کیا صیاد ظالم سے نے گرفتار
نہین نکلے تہے باقی بال و پر تک

ردیف کاف فارسی

گر دیکہے ترے شباب کا رنگ
بوہوکے اڑے گلاب کا رنگ

ہے عکس فگن جو آنکہ مین رخ
ساغر مین ہے آفتاب کا رنگ

کیا دین اوسکے لبون سے تشبیہ
سرخ اتنا نہین شراب کا رنگ

گرداب ہے گردش زمانہ
اور ہستی مین ہے حباب کا رنگ

گوہر ہے آب تر نہ کیون ہو
دندان مین ہے اوسکی آب کا رنگ

گرمی اوس رخ کی شمع مین ہے
فانوس مین ہے نقاب کا رنگ

گہنگرو کی صدا مین تیرے کافر
ہے زمزمہ رباب کا رنگ

گویا کہ ہے مے کا رنگ زاہد
ڈاڑہی مین ہے خضاب کا رنگ

اوس ماہ کو پہونچے کیا وہ باقی
پہیکا ہے ماہتاب کا رنگ

تیری سی بو ترا سا کہان نہ نیار رنگ
یون گل ہزار جمع کری بو ہزار رنگ

تیرے لباس سرخ سی ہی کیا مناسبت
اے گل قبائے لالہ کا ہی داغدار رنگ

کیا رنگ پوچھتا ہی صنم ہو رہا ہون زرد
درد غم نہانی سے ہی آشکار رنگ

تکلیف بوسہ اسکی کو کس منہ سی دیجیے
ہو جسکے رخ پہ فرط نزاکت سے بار رنگ

اسکی سسی و پان لب و دندان کا رنگ دیکہ
یہ چار ایک جا پہ دکہاتی ہین چار رنگ

ہمکو بہی منہ لگا ہی وہ معشوق سرخ پوش
مثل گلال پایا جو اپنا غبار رنگ

رومال گاہ سرخ ہی دامن ہر گاہ سرخ
کیا کیا دکہا رہی مجہے چشم زار رنگ

کرتا ہی ایسا لال اسے رخ کو جام مے
دیتا ہی جیسے باغ کو ابر بہار رنگ

افسوس وہ ہزار سنتے نہین ہین ایک
اور ایکدم مین دل کے یہان ہین ہزار رنگ

آتے ہی خط کے حسن رخ یار اوڑ گیا
اس حسن عارضی کا نہین پایدار رنگ

باقی رہے جگہ نہ سفید اشک سرخ سے
اے چشم پیرہن کا مرے تار تار رنگ

ردیف لام مہملہ

پیکان نہین ہین سینی مین قاتل کی متصل
لاکہون ہی دل ہین جمع مرے دل کی متصل

لب شیرین لب سے سینے سے سینہ ملا کبھی
صد حیف ایکدم نہ رہی مل کے متصل

لیچل نہ اتنی چستی سے ناقہ کو ساربان
مجنون کو بھی تو آنے دی محمل کے متصل

لشکر خط کا ہے شام کا قندہار کیطرف
کب خط ہے روے حور شمائل کے متصل

ہین خفتگانِ گور کو سنگین دلون کی یاد
سل ایک در سینہ پہ ہے سل کے متصل

اسکی ہوس نہ کر یہ ہی دانہ قریب دام
اے مرغِ دل یہ زلف نہین تل کے متصل

آغوش اپنی غیر کرین گرم شمع وار
آنے نہ پائین ہم تری محفل کے متصل

لوٹا جو دل اُدھر کو تو تڑپا اِدھر جگر
گھائل یہ بیقرار ہے گھائل کے متصل

لوگو ہلال و بدر مین کیونکر ہو اتصال
ناقص نہین رہا کبھی کامل کے متصل

لطموں سے بحرِ غم کی ہین باقی ہین ہلاک
یارو نکے کشتی پہونچی ہے ساحل کے متصل

ردیف میم مہملہ

میان خلق ہین پر ہین کہان ہم
ہوئے ہین آ میان تیرے میان ہم

ہین شاید وسق ہی رہ گئے وہان ہم
جو یون نظرون سے رہتے ہین نہان ہم

ملے گا خضر کو اپنا پتا کب
روان ہین صورتِ ریگِ روان ہم

محبت مین ہوئے رسوائے عالم
جہان ہنستا ہی روتے ہین جہان ہم

نئے صدمے اسے دیتے رہین گے
ابہی دل کا کرین گے امتحان ہم

مکان اصل کو جاتے ہین اے چرخ
تری گہر مین تہے دو دن میہمان ہم

مجال اب کیا جو ہے چرب گو ہو
تیری اے شمع کاٹین گے زبان ہم

مبارک شیخ صاحب کو عمامہ
اوٹہائین گے نہ یہ بار گران ہم

معین ہی ہمارا رزق ازل سے
ترے ممنون نہین اے آسمان ہم

مقدر نے وہین کنپا لگایا
جہان بیٹہے چمن مین باغبان ہم

میسر فیض صاحب سے ہین استاد
دکن سے جائین کیون ہندوستان ہم

مقام اپنا ہے باقی بے مقامی
مکان رکہتے نہین جز لامکان ہم

لطف وصلت کسیکو کیا معلوم
لذت اس چیز کی ہی نا معلوم

کچہہ نہ کچہہ اوسکو ہو گیا معلوم
ورنہ یہ بات اوسکو کیا معلوم

مین نے جب درد دل کہا بولے
بس جی بس چپ ہو ہوا معلوم

مین نے پوچہا جو آپکے ہی کمر
ہنسکے بولا وہ بت خدا معلوم

ہے ابہی ابتدا سو یہ غم ہے
اس محبت کی انتہا معلوم

اب نہ بولین گے ہم بھلا صاحب
گر ہوا آپ کو برا معلوم

کس بھروسے پہ دل کو دون باقی
اوس جفا کار سے وفا معلوم

توڑین نہ سلسلہ کبھی لطف رسا سے ہم
اُس دل ہنسے رہین گے بلا مین بلا سے ہم

کشتی ہوا پہ چھوڑ دی ہین فرط ہوا سے ہم
سب کام ناخدا سے ہین لیتے خدا سے ہم

کرتے ہین خوف جینے تو ان کی جفا سے ہم
واللہ اسقدر نہین ڈرتے قضا سے ہم

ملک بقا کو جائین گے ملک فنا سے ہم
دو دن مین کوچ کرتے ہین اس سرا سے ہم

شرمندہ ہو گئے جو نہ رنگ رخ ہو زرد
بندے ہین کچھ چھپے نہین کچھ کبریا سے ہم

جامے مین گل کے جیب کہان آستین کہان
تشبیہ کیا سمجھکے دین اوسکی قبا سے ہم

جب چاہین سر جھکا کے گریبان مین دیکھ لین
کیون پوچھتے پھرین اوسے ما و شما سے ہم

دریا سے موج موج سے دریا نہین الگ
ہمسے جدا نہین ہے خدا اور خدا سے ہم

منشی منڈی بھلی یہ بھنیا سے کہ رکھو
کردین مقابلہ نہ کسی نقش پا سے ہم

بیٹھے ہین اوسکی سایہ دیوار کے تلے
منت اٹھائین کس لیے ظل ہما سے ہم

باقی ذرا نہین ہے ہمین تن بدن کا ہوش
کیا ہو گئے ہین عشق حسینان مین کیا سے ہم

ردیف نون معجمہ

ناوک کا تیر ہے نگہِ خشمگین نہین
ہے تیغ آبدار یہ چین جبین نہین

نازک بدن ہے قبا تری کیا مناسبت
جامہ مین گل کے جیب نہین آستین نہین

نورِ جمالِ یار سے ہے دل مین روشنی
وہ بہی کوئی مکان ہے کہ جسمین مکین نہین

نقشہ ہی نزع کا تری فرقت مین روز و شب
دم کونسا ہے وہ جو دمِ واپسین نہین

نطق اونکا گواہ دال ہے اثبات کے لیے
تو بہی دہن کا مجھکو گمان ہے یقین نہین

نادان نہین ہین خسرو و فرہاد کی طرح
دیکہو گے تم رقیب نہین یا ہمین نہین

نالے پہ نالے بلبلِ شیدا کرے ہزار
میری فغان کیطرح سے اندوہگین نہین

نادم ہوا ہون دل پہ جو کہودا ہے نام یار
یہ سنگ ہے کہ نام کے قابل نگین نہین

نقشِ قدم ہے نام خدا رشکِ آفتاب
چارم فلک ہے کوی بتان کی زمین نہین

نزدیک دیکہتا ہون مین اسکے جمال یار
ناسور دل مین اپنے کم از دوربین نہین

نیک و بد زمانہ سے باقی کسی سے کام
یان ربط دوست سے نہین دشمن سے کین نہین

پہنچے گلون کے غنچے بہ انتہا چمن مین
کیون جا نہین سخن کی او تنگ تیرے دہن مین

ہوتی نہین ہے تابان فانوس شمع مین یون | روشن ہے جسم تیرا جس طرح پیرہن مین

رخ پر نہ آیے ای جان زلف رسا کو چھوڑ دو | اچھا نہین ہے آنا اس چاند کا گہن مین

عشق رخ صنم مین جگر مین ماہ خور ہین | در پیش ہو رہا ہی انکو سفر وطن مین

چاک قفس سے مجھکو سیر چمن بہم ہے | کیا غم جو آشیانہ میرا نہین چمن مین

چھٹتے نہین کسی دم پابند زلف جانان | گردن پھنسی ہوئی ہی کہون کی اک رسن مین

دندان و لب تمہارے گر دیکھتے تو چھپتے | لعل ختن ختن مین در عدن عدن مین

چین زلف مشکبو کی خوشبو اگر سنگھایے | انکھیں آہوون کی پھوٹے وہین ختن مین

شاگرد ہو جو باقی استاد شاعران کے
ثانی تمہارا کوئی باقی نہین دکن مین

بوسہ اوس لب کے لیا کرتا ہون | مرض دل کی دوا کرتا ہون

سجدہ کرتا ہون تمہارے آگے | اے بتو تمکو خدا کرتا ہون

جیب و دامن کے تری فرقت مین | تار سے تار جدا کرتا ہون

ہون سیہ بخت مگر سرمہ نمط | اوسکی آنکھون مین رہا کرتا ہون

آگ دیتا ہون جگر کو دل سے | حق ہمسایہ ادا کرتا ہون

تیرے رخسارہ رنگین کی ثنا | ورق گل پہ لکھا کرتا ہون

تجھے پروا نہین پروانہ شال — شمع کی طرح جلا کرتا ہون
طایر رنگ حنا کی مانند — بے پر و بال اڑا کرتا ہون
جادۂ عشق مین ہین اے مجنون — پانون پر پانون کہا کرتا ہون
تو نے مجھکو جو بھلایا تو کیا — مین تجھے یاد کیا کرتا ہون

بہا سے کیونکر کوئی افسانۂ عشق
شعر باقی کے سنا کرتا ہون

عارض یار نہین عکس فگن پانی مین — گل شاداب کا بہولا ہے چمن پانی مین
آہ سوزان ہو اگر شعلہ فگن پانی مین — آگ کسطرح سے پیدا ہو جلن پانی مین
زلف مشکین کے تصور مین اگر روتا ہین — ڈوب جاتا ابہی صحرائے ختن پانی مین
آئی شاید کہ لب حوض مین زلفین کہولین — نظر آتا ہے مجہے چاند گہن پانی مین
پان کہا کر جو وہ منہ دہوئے کنار دریا — سنگریزے ہون ابہی لعل یمن پانی مین
مچھلیان سیکڑون مثل دل عشاق پہنسین — گر کہلے کاکل پر پیچ و شکن پانی مین
آتش رشک سے اغیار جلے جاتے ہین — مجھسے چھینٹے نہ لڑو مشفق من پانی مین
جوش گریہ جو یہی ہے تو فلک مثل حباب — ڈوب جائیگا بیک چشم زدن پانی مین
بیٹھتا ہے مرا یون شدت گریہ سے دل — جیسے بیٹھے کوئی دیوار کہن پانی مین

آبدار ایسی غزل لکھی کہ باقی جو سُنین
پھینکدین اپنا کلام اہلِ سخن پانی مین

ہی دہیان صبح ہجر کا شام وصال مین
ہو عیش ہی مین ہم رہتا ہون رنج و ملال مین

عاشق تری کمر کو ہین باطل خیال مین
جو یا ترے دہن کے ہین فکرِ محال مین

اوس کج ادا نے جب وہ پایا پڑہا دیا جواب
ہر چند سیدہی بات تہی اپنے سوال مین

خالی ہین لفظ ہی کی صفت کیا بیان کرین
شوخی بہری ہوئی ہی ترے بال بال مین

کیونکر کہین نہ کانِ بدخشان دہن کو ہم
رنگت ہے لعل کی ترے منہ کی اوگال مین

پروانہ غش کلیم ہے شیدا۔ فدا چکور
کیا کیا تجلیان ہین چراغِ جمال مین

عناب لب انار ہے پستان ذقن ہے سیب
کیا کیا ثمر خدا نے دیا اس نہال مین

کس شمع رو کی وصف مین ڈہلتے ہین شعر آج
گرمی کمال ہے جو ترے بول چال مین

ہمسر محققون کے مقلد کبہی نہون
مو ہی مگر نمو نہین جسکے بال مین

وہ گل وہ ہی نہ جسکو ستائے کبہی خزان
ہی سرو وہ جو سبز رہے خشک سال مین

کیا وقتِ بد مین چشم وفا شخص غیر سے
سایہ بہی ساتہہ دے نہین سکتا زوال مین

اُسوقت اوسکی ناخنِ پا کی ملی نظیر
جس وقت اتصال ہو بدر و ہلال مین

باقی کسی یہہ مست کی ہے خاک کا اثر

دم نہین مارتے وہ لب ہی مسیحائی کا — خط بھی کہتا ہی ترا خضر پیمبر ہین ہون

رہگیا ہوکے جو آوارہ مین ویرانے مین — بولی وحشت کہ چلا چل کہ ابھی ہمرہ مین ہون

باوفا قحبۂ دنیا نہین لائے دولت مند — تو سمجھتا ہی کہ اس زال کا شوہر مین ہون

بعدِ مردن یہہ کہا داغِ جگر نے باقی
دیکھ لے ساتھ ترے کوئی نہین پر مین ہون

گریبان چاک ہی جو گل نظر آتا ہی گلشن مین — ذرا سوچو تو کیا تاثیر ہی بلبل کے شیون مین

اگر لازم نہوتی عالمِ وحشت کو عریانی — تو سر کوبی کو پتھر بھر کے لاتا اپنے دامن مین

نہوتا زلف کا سودا نہوتی یہ پریشانی — ارے دل تو نے ڈالی ہی یہ پھانسی اپنے گردن مین

مری رونے پہ ہنسنا اوس پری کا کیا تعجب ہے — نہ کیونکر برق چمکی جب جھڑی لگجاے ساون مین

وہ فخرِ آرایشِ محفل ہی یہہ ہے زینتِ عالم — بہت ہے فرق روے یار مین اور شمع روشن مین

ہوا ہون بحرِ خوبی کی جدائی مین سرشک ایسا — کہ گویا پاٹ ہے دریا کا ہر اک پاٹ دامن مین

خودی سے اپنی خالی ہون بھرا ہون درد حرمان سے — برنگِ نی بجز آہ و فغان کیا ہی مرے تن مین

فزون تر مجھکو زندان سے ہوا جامہ تعلق کا — گریبان طوق سا بھاری ہوا ہے میری گردن مین

کسیکے عشق مژگان مین ہوا ہون زار مین باقی
کھٹکتا ہون جو کانٹے کی طرح ہر چشمِ دشمن مین

تجھسے حسین بشر تو کہان ہین ملک نہین
آگے ترے ملیحون کے منہ پر نمک نہین

نرگس کو چشم یار سے ہی کیا مناسبت
دیدہ سے ہے دیکھنے کو مگر مردمک نہین

سودا ہے چشم یار مین لب کا ہی عوض خیال
کیا لطف وقت بادہ کشی گر گزک نہین

آئینہ وار حیرتی روے یار ہون
وہ ٹکٹکی بندھی ہی کہ لگتی پلک نہین

یکتا ہے دوجہان مین ترا حسن اے نگار
وحدت مین تیری کافر و مومن کو شک نہین

ہر ہر قدم پہ لاکھہ نشیب و فراز ہین
یہ راہ عشق ہی کہین اسمین سڑک نہین

کیونکر کہون ہین سرو کو ہمتاے قد یار
وہ چال ہی نہین وہ کمر کی لچک نہین

عاشق جو ہی تو دیدہ مجنون سی دیکھلے
ہے یہ سیاہ خیمۂ لیلے فلک نہین

اے چشم زار یہ رگ ابر بہار ہے
کہتا ہی کون اسکو پلک یہ پلک نہین

باقی ہی رنج و غم سے مری ہڈی مین جان
جب سے نظر مین اوسکا جڑاؤ پدک نہین

تو ہی سنتا ہی کہ یہ سب تجھے کیا کہتے ہین
کتنے بت کہتے ہین اور کتنے خدا کہتے ہین

حق پہ ہین زلف کو جو لوگ بلا کہتے ہین
وہ خطا کرتے ہین جو اسکو خطا کہتے ہین

شیخ جی اتنی ہی شیخی نکرو تم کہ یہ رند
تمسے گمراہون کو کب راہ نما کہتے ہین

جیتے جی مرگیا جو زندہ جاوید ہوا
وہ جو عارف ہین فنا ہی کو بقا کہتے ہین

دوستو مین نے یہ مانا کہ شریعت والے
کفر و ایمان کو برا اور بہلا کہتے ہین

لیکن از راہ طریقت ہی مرا سب سے سوال
جو کہ دونون سے بری ہی اوسکو کیا کہتے ہین

موج دریا ہے اپس واجب و ممکن کی مثال
وہ خدا ہم مین ہے ہم اسکو خدا کہتے ہین

پوچھنا حال ہر کیا عشق کے بیمارون کا
درد ہجران کو تری عین دوا کہتے ہین

اب کوئی دم کا ہے مہمان خبر لے کافر
تیرے بیمار کا یہ حال ہوا کہتے ہین

مین جو گہر اونکی گیا غیر سے بولا وہ صنم
انسی پوچھو اجی کیون آئے ہین کیا کہتے ہین

تو جدہر ہوتا ہے پہرتا ہے اوسی جانب کو
دل نہین کہتے اسے قبلہ نما کہتے ہین

گر خفا مجسے نہین آپ خدا یونہین کرے
بات عاشق سے نہ کرنے کو حیا کہتے ہین

نام کیا اوسکا ہی کہتے ہین جسے حسن حبیب
وہ جو ابرو پہ شکن ہے اوسی کیا کہتے ہین

باقی زار درونع ایک زمانہ جہوٹا
ہان فقط آپ جو کہتے ہین بجا کہتے ہین

تب مجسے الفت کرین کیا دیدۂ قاتل دونون
تیلیان دونون ہین دشمن عدو دل دونون

یار و اغیار رہین پیش محفل دونون
ہین ہم آپ بقا اوسکا زلف و دل دونون

حلقۂ کاکل پیچان کا مین سودائی ہون
چاہیے میرے لیے طوق و سلاسل دونون

تو وہ یکتا ہی کہ ای جان نہ یکتائی کے
بخدا کافر و مومن ہوئے قائل دونون

ایک سی ایک زیادہ ہین جفا کاری مین
عشوہ و ناز ہین گا فرے قاتل دونون

بادہ و نقل ہے موجود مگر تیرے بغیر
کسکو خوش آتی ہین آرایش محفل دونون

مژہ برگشتہ ہو اوس چشم جفا جو سے مگر
فتنہ پردازی مین ہو جاتے ہین شامل دونون

چہوڑنا عشق کا آسان ہی نکرنا آسان
کیا قباحت ہے کہ عاشق کو ہین مشکل دونون

آشنائی مین تری ایک تو حاصل ہے ہوا
مجھسے بیگانہ ہوے خویش و قبائل دونون

گو کم و بیش ہین تیرے مین غنی اور فقیر
پر یہ اک وزن برابر ہین تہ گل دونون

حسن مین یار یگانہ تو مین دلسوزی مین
شمع و پروانہ کے مانند ہین کامل دونون

رہ الفت مین ہی کیا رہبر باقی ہون گے
خضر و الیاس ہین یان گم گشتۂ منزل دونون

ردیف واو مہملہ

پہر چاہ ذقن دکہا رہے ہو
پہر ہمکو کوئین جہکا رہے ہو

تکل جو گٹرے لڑا رہے ہو
کوٹہے پہ مرے اوڑا رہے ہو

کیا آپ کا سر پہرا ہے واعظ
مستون کا جو سر پہرا رہے ہو

دل مین تو لگی ہے آگ اشکو
کیون پانی سے گھر بہا رہے ہو

مشکل ہی نہین خدا کا پانا
اب خاک تم آزما رہے ہو
ہم خاک ہوئے ہین امتحان مین
جب اپنے کو آپ پا رہے ہو

معلوم ہے زرگری تمہاری
کیون سیم تنو تپا رہے ہو
سنتا ہے تمہاری بلبلو کون
گلبانگ عبث مچا رہے ہو

مجھ مست کی قبر پر رکھو مے
کیون پھول عبث چڑہا رہے ہو
سنبل کو بگاڑنے سے حاصل
کیون زلف اپنی بنا رہے ہو

دنیا مین عبث ہے فکر عقبے
دو دن کے لیئے تو آرہے ہو
کیا قدر بیگانگون کی تمکو
بیگانون سے دل لگا رہے ہو

دم بھر تو سنو ہماری نالے
کیا مطرب ہو اپنی گا رہے ہو

سنتا ہے تمہاری کون باقی
دیوانے ہو غل مچا رہے ہو

مجھکو جو بتو رلا رہے ہو
اولٹی گنگا بہا رہے ہو
واعظ ہی تمہاری کون سنتا
بیفائدہ سر پھرا رہے ہو

وحشتون کی جان اولجھ رہی ہے
زلف اپنی جو تم بنا رہے ہو
کل کوچ کرینگے سب جہان سے
کیون چھاونی آپ چھا رہے ہو

واپس جانا ہے پھر عدم کو — دو دن کے لیے تم آئے ہو
وان کون ہے زاہد و جو ناحق — مسجد مین سر جھکا رہے ہو
واللہ خدا سے ہو کے آگاہ — اپنے مین اگر خود آ رہے ہو

وقر آپ کا کیا رہیگا باقی
بزم رندان مین جا رہے ہو

کیا قہر ہے افشان طلا کار سے ابرو — جوہر مین فزون کیون نہو تلوار سے ابرو
گویا کہ سرہانے یہ ہے بیمار کے تلوار — یون قرب جو ہے دیدۂ بیمار سے ابرو
دونون کو کیا دائرۂ نصف برابر — خالق نے لکھا ناپ کے پرکار سے ابرو
کہتے ہین کہ تیغی مین بل اچھا نہین ہوتا — پرچین نکر و غصہ و تکرار سے ابرو
مین اپنے دل زار کو کس کس سے بچاؤن — بڑھکر ہے مژہ تیر سے تلوار سے ابرو
محراب حرم طاق کنشتی سے فزون ہے — ہے سجدہ طلب کافر و دیندار سے ابرو
یہ حسن کی بستی مین ہے چوراہے کا ناکا — پیوستہ نہین ابرو خمدار سے ابرو
کرتا ہے اشارون ہی مین بس کام زبان کا — ہرچند کہ واقف نہین گفتار سے ابرو

باقی کو مہ نو کا نہ دہوکا کہین ہو جائے
چڑہکر نہ دکھا کوٹھے کی دیوار سے ابرو

ردیف ہاے ہوز

چوم لون پاؤن جو اوس عہد شکن یار کے ہاتھ
ہاتھ آیا نہ کبھی جیب سے گیا مار کے ہاتھ

شوق سے باندھے آپ اپنے گنہگار کے ہاتھ
آبروے میرے گناہون کی ہے سرکار کے ہاتھ

ہوئی مقبول دعا مجھسے ستم دیدے کی
مہندی ہاتھون مین لگاتی ہی بندھے یار کے ہاتھ

قید کر کے مجھے آخر کو پشیمان ہوگا
مشت پر آئینگے صیاد ستمگار کے ہاتھ

آج کل شوق ہے شمشیر زنی کی اونکو
کاش ہمپر ہی کرین صاف وہ تلوار کے ہاتھ

شیخ کی پگڑی اوتارینگے تماشا ہوگا
کبھی چڑھ جائین جو رندان قدح خوار کے ہاتھ

یہ کلائی نہ یہ پنجہ ہے نہ یہ رنگت ہے
کس طرح شاخون کو مرجان کے کہون یار کے ہاتھ

رسم بازار محبت کی نرالی دیکھی
چور کی طرح سے کٹتے ہین خریدار کے ہاتھ

کچھ بھی فرمائین وہ منہ سے تو مین جی اوٹھتا ہون
زندگی ہے مری اوس لعل گہربار کے ہاتھ

کر دیا خاطر بلبل کو شکستہ اسنے
توڑ ڈالے کوئی گلچین جفاکار کے ہاتھ

حسن وہ جنس ہے بازار جہان مین باقی
پھیلے ہین جسکے لیے مفلس و زردار کے ہاتھ

نہ ترسا او بتِ ترسا دکہا آنکھ
خدا کے واسطے ہمسے ملا آنکھ

ہون کشتہ چین کاکل کا ملین گے ۔ سری تربت پہ آہوے خطا آنکھہ

جسے دیکھا وہ اپنے مین نہ آیا ۔ قیامت اوسکی چتون ہی بلا آنکھہ

پسے دل ایک گردش مین ہزارون ۔ زمانے کے لیے ہی آسیا آنکھہ

مجھے اشکون کے چشمے نے ڈبویا ۔ کہے گی تجھسے میرا ماجرا آنکھہ

دکھادون شیخ کعبہ تبکدہ مین ۔ اگر دے تجھکو میری سی خدا آنکھہ

تہ و بالا مرا دم ہو رہا ہے ۔ ذرا نیچے سے اوپر کو اوٹھا آنکھہ

بہت چربانک ہین نرگس کے دیدے ۔ ذرا گلشن مین اونکو بھی دکھا آنکھہ

مری آنکھون پہ پردہ پڑ گیا ہے ۔ نہ ای خوش چشم پردے مین چھپا آنکھہ

طریق معرفت اس سے ملی ہے
حقیقت مین ہے باقی رہنما آنکھہ

ردیف لام الف

لا لا مجھے بھر کے دے پیالا ۔ ہے جام بہ کف چمن مین لالا

ز زلف مین ہو تیری کی گل گوندہ ۔ کالے کو بنا دے کوڑیالا

لازم نہین عشق کاکل ای دل ۔ کیون سانپ بغل مین تو نے پالا

لایق نہین سرو سے تناسب
وہ پست سے قد ترا ہے بالا

لاحول ترے خضاب پر ہے
اے شیخ نکر منہ اپنا کالا

لاکھون کوس آسمان سے گذرا
یاد قد مین بڑھا جو نالا

لاثانی ہے کنبل اپنا باقی
کیا پشم سے شال یا دوشالا

ردیف یاے تحتانی

کب سودا تھا مجھے کب پریشانی تھی
عشق گیسو سے کہان سلسلہ جنبانی تھی

نگہہ جھپکی یہ ترے رخ کی درخشانی تھی
لاکھہ پردون سے فزون تر تری عریانی تھی

راز عشق اپنا کسی پر نہ کھلا تا دم مرگ
دہن یار سے الفت ہمین پنہانی تھی

کعبہ و دیر مین تھے شیخ و برہمن سرکوب
ہم تھے سنگ در دلدار تھا پیشانی تھی

قید ہستی سے چھٹی سیر عدم کو پہونچی
روح قالب مین مری یوسف زندانی تھی

سرمئی چشم کی چتون نے مجھے مارا ہے
وہ نگہ کاہیکو تھی تیغ صفاہانی تھی

یار جبتک نہ تھا ٹھنڈی تھی محفل ساقی
مے گلرنگ صراحی مین تری پانی تھی

سرنوشت اپنی لکھی تھی سو ہوئی آخر کار
پیش آئی وہ جو تقدیر مین پیش آنی تھی

زندگی کٹتی تھی کس سختی سے قاتل کے بغیر
ہر نفس مین میری شمشیر کی برانی تھی

ہر گھڑی روز قیامت سے فزون تھی واللہ
قصہ کوتاہ شب ہجر یہ طولانی تھی

چہد کے کانٹون سے ہوئے آبلہ پا غربال
خاک کوچہ کی تیرے مین نے بہت چہانی تھی

آبرو ابر بہاری کی گھٹا دیتا مین
اک جہڑی ابر شرہ دربہی سانی تھی

حضرت فیض کا سب فیض ہے باقی پہلے
نہ سخن گوئی تھی ایسی نہ زبان دانی تھی

صبح محشر سے فزون شام جدائی دیکھی
جو مصیبت تیری فرقت نے دکھائی دیکھی

اوس سے ہوگا نہ مقابل تو کسی صورت سے
بس کہ آئینہ تیری مین نے صفائی دیکھی

تو جو ناداروں پہ کرتا ہے جفا او ظالم
جسنے کی تجہسے بہلائی سو برائی دیکھی

تو ہے یکتا نہ ملا حسن مین تیرا ثانی
اے صنم تیری قسم ساری خدائی دیکھی

ایک نے بہی خبر لی میری حالت کی ادہر
آہ کی نالے کی دونون کی رسائی دیکھی

نہ کھلا پر نہ کھلا تجہسے دہن کا عقدہ
تیری اے فکر رسا عقدہ کشائی دیکھی

نظر آیا مجھے ہر رنگ مین تیرا ہی ظہور
مین نے ہر شے مین تیری جلوہ نمائی دیکھی

عمر بہر حلقۂ کاکل مین رہے اے باقی
ہم گرفتارون نے کب شکل رہائی دیکھی

بُت پرستی مین ہوا شوقِ خدادانی مجھے
کافری سے ہوگئی حاصل مسلمانی مجھے

بادہ نوشی مین نہین ملتا مزا ثانی مجھے
خطِ جامِ مے ہے ساقی خطِ پیشانی مجھے

فرقتِ جانان کی ہے منظور مہمانی مجھے
کرنی ہے اکدم دلِ بریان کی بریانی مجھے

خواب مین دیکھا دمِ شب مین نے زلفِ یار کو
اوسکی یہہ تعبیر ہے ہوگی پریشانی مجھے

عشق کے ہاتھون ہوا ہون آپ ہی ایسا ضعیف
نقشِ پا ہے مور ہے ملکِ سلیمانی مجھے

غیر کو آنے نہ دیتا آپ ہی رہتا مُدام
کاش ملجاتی درِ جانان کی دربانی مجھے

دیکھہ سکتا کون ہے تجھکو برنگِ آفتاب
ہے فزون سو پیرہن سے میری عریانی مجھے

جسکے آگے روزِ محشر بھی بہت کوتاہ ہے
وہ شبِ فرقت نظر آتی ہے طولانی مجھے

مُنہ تو دیکھو روبرو ہونے چلا ہے یار کے
آئینے کی سادہ لوحی پر ہے حیرانی مجھے

دیکھکر ماہِ منور کو شبِ مہتاب مین
یاد آتا ہے کسیکا روے نورانی مجھے

کیا کرون ہوش و خرد کو عشق سے ہے کاروبار
کسبِ دانائی نظر آتی ہے نادانی مجھے

گوندھنا اور کھولنا اوس زلف کا آتا ہے یاد
باعثِ جمعیتِ دل ہے پریشانی مجھے

ماہ رو مین نے کہا اونکو تو جھنجھلا کر کہا
کب ملا ہے صورتِ مہ داغِ پیشانی مجھے

ایک دن سب چھوڑ کر جانا ہے یان سے اس لیے
خوش نہین آتا ہے باقی عالمِ فانی مجھے

خلوت ہے وقت شب ہے آ تو نہین ہے کوئی
کافر پہر ایسا ملتا قابو نہین ہے کوئی

بلبل کیطرح تجہپر عالم فریفتہ ہے
باغ جہان مین تجہسا گلرو نہین ہے کوئی

ڈہونڈہے سے ایک تل بہی ملتا نہین ہے رخ پر
بستی یہ وہ ہے جسمین ہندو نہین ہے کوئی

چتون مین تیری کیا کیا فتنے بہرے ہوے ہین
یان سامری کا چلتا جادو نہین ہے کوئی

کیون مجہپر آ شکر لب یون دانت پیستے ہو
کہا جاؤگے کسیکو لڈو نہین ہے کوئی

بیمار عشق کو ہو صحت یہ کب ہے ممکن
ایسا طبیب ایسی دارو نہین ہے کوئی

تمسا نہین ہے یکتا خوبی مین کوئی دلبر
مجہسا بہی عاشقی مین یکسو نہین ہے کوئی

کاکل ہلا کے ہر دم کسکو دکہاتے ہو
اس دام مین پہنسیگا آلو نہین ہے کوئی

باقی وہ سلک گوہر گردن مین ہین جو پہنے
شاید ہمارا انمین آنسو نہین ہے کوئی

آئینہ داری کی خدمت کیجیے
روبرو رہنے کی صورت کیجیے

بوسہ ہونٹون کا عنایت کیجیے
رشک سے شکر کو شربت کیجیے

آئینہ ٹکڑے نہ حضرت کیجیے
چار آنکہون کی مروت کیجیے

اپنی کشتی کی زیارت کیجیے
شمع رخ کو شمع تربت کیجیے

لکہیے پہر آئینہ رو کو اپنے خط
پہلے مشق خط حیرت کیجیے

روح ہوتی ہے ادھر تن سے وداع
وہ ادھر کہتے ہین رخصت کیجیے

دیجیے مجھکو جلا کر سوز غم
ہو سکے جتنی شرارت کیجیے

عشق بازون کا یہی ایمان ہے
حسن کی منکر پہ لعنت کیجیے

آپ کی فرقت مین ہے سنسان گھر
آئیے دوزخ کو جنت کیجیے

اوسنے نامہ مین لکھا خط غبار
کس طرح رفع کدورت کیجیے

خاک مین قارون کو دولت لے گئی
خاک کیا اب جمع دولت کیجیے

نام حاتم کا ہے باقی آج تک
گر فراغت ہو سخاوت کیجیے

لاکھہ ہم سودازدون کی رشتہ جان توڑیے
پر نہ تار حلقۂ گیسوے پیچان توڑیے

اعتبار عالم فانی نہین اصلا واللہ
قبر کی تعمیر کیجیے قصر و ایوان توڑیے

بوسے لیجیے دہان تنگ جانان کے کبھی
دل مین ہے اگر روز مہر گنج پنہان توڑیے

شانے کو اوس زلف سے کیجیے کسی صورت جدا
مار زہر آلود کے افسوس ہے دندان توڑیے

ابرو و مژگان کا ہون مشتاق اس تقصیر پر
دل مین خنجر مارئیے سینے مین پیکان توڑیے

جوش سودا جنون ہے دل مین آتا ہے یہی
سر کو ٹکرا کر ابھی دیوار زندان توڑیے

خاطر بلبل ہزارون ہوتے ہین اس سے شکست
ہرگز اے گلچین نہ گلہاے گلستان توڑیے

کھینچتا ہے جطرح آغوش مین وس شوخ کو
ٹوٹیے بند قبا سے تنگ جانان ٹوٹیے

موسم گل ہی کہان کا صوم اور کسکی صلات
شیخ جی پیمانہ پیجے عہد و پیمان ٹوٹیے

یاد ہین تمکو تو صاحب لبری کے توڑ جوڑ
جوڑیے اعدا سے دلہاے محبان ٹوٹیے

ہی ٹپکتا رنگ پہولون کا مرے اشعار سے
رشتۂ شیرازۂ اوراق دیوان ٹوٹیے

نزع تک بہی اوسکی بے پروائیان باقی رہین
جب کہا دم توڑتا ہون مین کہا ہان ٹوٹیے

وہ لب ہی علاج دل بیمار کرین گے
ہم شربت عناب سے انکار کرین گے

ہرگز نہ تری طرح سے انکار کرین گے
کر دین گے وفا ہم کچہ اقرار کرین گے

گر ترک مسلمانی کرائین گے برہمن
ہم رشتۂ تسبیح کو زنار کرین گے

جب کچہ بہی نہ تدبیر بن آئیگی تو ناچار
اے وحشت دل ہم تجہے مختار کرین گے

ترک مے و معشوق بہت کرتے ہین زاہد
رندان کو فضیحت سر بازار کرین گے

یون باتین بنانے کو بنا لیتے ہین شاعر
پر کیا دہن یار مین گفتار کرین گے

کیا خوف تجہے روز قیامت سے ہے باقی
تائید تری حیدر کرار کرین گے

ٹہوکر کہی بہی تو ٹہہرے آیار چلتے چلتے
فتنہ کو حشر کے کر بیدار چلتے چلتے

کیا سیر دیدنی ہر ستون مین میکدے کے
گرتے ہین کس مزے سے سبو اپ چلتے چلتے

اوس رخ سے رفتہ رفتہ کاکل کا دہیان آیا
ہم ملک چین سے پہونچے تاتار چلتے چلتے

اس دم کا کیا بہروسا آخر اسے فنا ہے
ہو جایگی گہری بند اکبار چلتے چلتے

مژگان کا ذکر آیا ابرو کا عاشقون مین
خنجر پہ پہونچی نوبت تلوار چلتے چلتے

کچہ مجہ مین تجہ مین ایسی ہوئی کہ قاصد
خط لیکے ہو گئے ہین بیزار چلتے چلتے

بندہ تو آپ کے گہر سو بار آ چکا ہے
میرے بہی گہر تو چلیے اکبار چلتے چلتے

اک شے پسند خاطر اپنے تو یان نہ آئی
باقی جہان کا دیکہا بازار چلتے چلتے

آہ سحر سری شرر افگن ہوا پہ ہے
شعلہ کہان یہ برق کا روشن ہوا پہ ہے

ایک ایک دہجی اڑتی ہر ایک ایک سمت کو
دست جنون سے اپنے یہ دامن ہوا پہ ہے

ہر کون لے بہار شفق باغبان تیرا
پہولا یہ کسکے واسطے گلشن ہوا پہ ہے

باغ جہان مین رنگ تعلق نہین مجہے
مانند بوے گل مرا مسکن ہوا پہ ہے

کہتے ہین باد پا جو اسے ہے بہت بجا
چالاکیون سے یار کا توسن ہوا پہ ہے

اشتداد ہوا ان ہر آہ جگر سوز کا صرصرے
دیکہو بہار سنبل و سوسن ہوا پہ ہے

نالان ہین تجہسے عالم بالا کے لوگ بہی
آواز رعد کی نہین شیون ہوا پہ ہے

باد ل ہی اپنے دیدۂ حق بین مین کوہ طور — تجلی نہین ہے شعلہ امین ہوا پہ ہے
تو دے نہین ہین گرد کے یہ گرد باد مین — سر گشتگون کی خاک قدم زن ہوا پہ ہے

آمد شد نفس پہ ہے موقوف زندگی
باقی حباب وار مرا تن ہوا پہ ہے

عشق ابرو ہے مجھکو مدت سے — کام کیا ماہ نو کی رویت سے
شور سینہ زنی ہے فرقت سے — بہرے ہم ہون نشان نوبت سے
ان لبون کی حضور حسرت سے — قند پانی ہوا ہے شربت سے
دیکھا مشکل سے اوسکا تنگ دہن — یہ دقیقہ کہلا ہے دقت سے
خط پہلو ہے نردبان اے ضعف — دم بہی چڑہتا ہے کس مشقت سے
اے دل آئینہ دار بن اوسکا — روبرو ہو اسی ہی صورت سے
ناکسون کو نہین کسون سے فیض — خار گل ہو نہ گل کی صحبت سے
ناوک آہ مین اگر پیکون — پار ہو آسمان کی چہت سے
رنگ رخسار یار کے آگے — گل ہوا ہے گلاب غیرت سے
قیل ان اللہ ذو ولد — کیا بچے کوئی طعن خلقت سے
ناصحون نے عبث پہرایا سر — کیا ہوا پند یا نصیحت سے

ذوق ہستی نے دی بیان تکلیف
تھے عدم مین بڑی فراغت سے

فعل بد چھوڑا ہمین ذلت سے
حرف گرتے ہین دیکھو علت سے

کٹتی ہین لف و رخ کی فرقت مین
راتین محنت سے دن مصیبت سے

ہے کرشمہ سے بڑہکے فتنۂ چشم
شعبدہ کم نہین کرامت سے

اوسنے لکھا ہے خط مین خط غبار
دل ایکدر ہے گرد کلفت سے

گر ہرن دیکھین اوسکی چتون کو
چوکڑی بہول جائین وحشت سے

آئینہ رو کو اپنے اے باقی
خط بھی لکھتا تو خط حیرت سے

بدلی ہمارے نالے کو سنکر دہل گئی
بجلی شرار آہ کی حسرت سے جل گئی

ابرو سے نوک سرمہ جو باہر نکل گئی
تیغ اجل نیام سے قاتل اوگل گئی

آکر بلاے حشر مرے سر سے ٹل گئی
پر شام ہجر کی نہ ابھی ایک پل گئی

بدلا جو گھر کسی نے نہ پہچانا پھر اوسے
تیرے مریض غم کی یہ صورت بدل گئی

اے باغبان نکر زر گل پہ بہت غرور
دو دن کی ہے بہار جو آج آئی کل گئی

ہون لف و رخ کا عشق ہمان صبح و شام
دن کاٹنا محال ہے گر رات ٹل گئی

دعوی تجھے ہے گردش چشم پری کے ساتھ
کیون چرخ تیری اوچھی پیالی اوبل گئی

آئے تمہیں نہ آئی قضا میری رات کو
نکلے نہ گھر سے تم نہ مری جان نکل گئی

جو دیگ شوق تھی مطبخ عالم مین اے فلک
اُن روز دن بس انہین کی تو ہی دال گل گئی

اُن چکنی صورتون سے ہو گیا شمع چرب گو
جنکی صفای رخ پہ نظر بھی پھسل گئی

گل کا پتا نظر نہین آتا ہزار حیف
کیسی ہوا الٰہی گلستان مین چل گئی

ہر وقت نزع سے بھی فزون وز انتظار
دن ڈھل گیا تو بس مری گردن بھی ڈھل گئی

محفل مین فتنہ ہونے لگا ہر طرف بپا
عطر آکے وہ پری جو لباسون مین مل گئی

اے چشم یار آہو مردم ربا ہے تو
چتون تیری چھلاوے کی مانند چھل گئی

اب ذکر کرون سے عہد جوانی کے فائدہ
وہ دن گئے وہ بات گئی وہ چہل گئی

رفتار آہ بے سر و پا کی غضب ہے گرم
بجلی کی طرح پانون کے بل سر کے بل گئی

سر ہی کے بل چلین گے رہ شوق یار مین
طاقت تمام اگرچہ مرے پا سے شل گئی

دیکھا تو بام پر نظر آیا وہ ماہ رو
اے مردمو نظر مری کیسا بہل گئی

دیکھو رخ و ذقن قد رعنا سے یار پہ
کس طرح شاخ سرو چمن پھول پھل گئی

رویا تو دل لگی کے لیے شغلہ ہوا
نالے کبھی کیے تو طبیعت بہل گئی

فیضان فیض سے ہوئی باقی دکن کی قدر
جب لکھنؤ کو لکھ کے ہماری غزل گئی

نہین خالی کسی اعلی کی لب سرکار اسفل سے
سدا الٹی ہی رکھا سانپ ہمنے نخل صندل سے

رکیگا دم مین کب تک بکر سی تیوین جہل بل سے
بہت مین آجکل بیکل ہون تیری وزکی کل سے

بہار گل سے کیا مطلب ہے مشتاق شہادت ہون
سپر کے پہول سے ہی کام یا شمشیر کے پہل سے

گرا تہا دل مرا چاہ زنخدان مین تیرے لیکن
رسن ہاتہ آ گئی وس زلف کی تقدیر کے بل سے

وہ میکش ہون کہ جہٹ جاتا ہون سو خم نیم جرعہ مین
کہان تک قطرہ سیری اپنی ساقی ایک بوتل سے

عذاب رنج فرقت سے عذاب اوسکا فزون کیا ہو
کہ ہو روز قیامت کم شب ہجران کی اک پل سے

تمہارے حسن کا افسانہ گر مشہور عالم ہو
چہٹے وہ حق سی عذرا ہمیں سے لیلی دمن تل سے

گر آیا خواب مین انکا تکیہ اوس پری وکا
تو مین نے سر اٹہایا چونک کر قالین مخمل سے

ہے مینی گلستان کیطرح تیرا کتابی رخ
نہ پہر کیون خط تیرا افضل ہو شرح شیخ افضل سے

ٹہہری پہر ری نالے جب مقابل آ گئی بجلی
مہر کنی سو بہی نکلی چہری حبب بادل سے

شر وحشی آگے پاؤن انکی نہین سکتے
ہرن سب کری پہر نکلجاتی ہین جنگل سے

غزل جو پہرا کے پہر عشق کی تمنت مین
ہمین قان خبر آنکہین تکتی سا کل سے

جہان ہمین ہے کشتون کے ... ہین
یہان لاله کا تختہ کیونکر آیا اوسکے مقتل سے

تری وحشت کی ... ن قائل ہون قائل
نظر آتے ہین شبلا یک سو حشم احول سے

گئے ہمراہ ایام جوانی سب مزے باقی

ہین وہ باتین نہ وہ راتین نہ وہ چرچے نہ وہ جلسے

یہ کس آشوب جان کی رہگذر ہے
کہ ہر نقش قدم اک چشم تر ہے

ہمارا حال اب نوع دگر ہے
ارے ظالم تجھے کچھ بھی خبر ہے

مجھے اشکون سے رسوائی کا ڈر ہے
مثل ہے گھر کے بھیدی کی خطر ہے

کہیون جانے سے ہو جاؤن یہین پر
کہ آج اوس بت کے آنے کی خبر ہے

حباب آسا سے ہوا ہے دم لبون پر
کوئی دم مین وہ ہی مہمان ادھر ہے

ہوا ان قشقہ ہی صندل کا جبین پر
یہان حسرت کہ یارب درد سر ہے

جگر لوگ رہی سے تیغ زخمی
نہین معلوم یہ کس کی نظر ہے

حباب مہر کا پیرو ہن باقی
مرے شعر و سخن مین کیا اثر ہے

جوش گریہ سے زمانہ کی ہوا بدلی ہے
شرط اے دیدۂ تر ابر سے کیا بدلی ہے

جا ترحم کی ہر جا اتو عیادت کر لیے
تیرے بیمار نے سنتا ہون کہ جا بدلی ہے

عشق گیسو کا سر ہو نہین انجام بخیر
اپنے سر پر یہ بلا تو نے بلا بدلی ہے

ہنگھہ وان نکلی یہان جان ہی نکلی اپنی
قلعہ یار نہین بدلی قضا بدلی ہے

برگ گلگون ہی گلشن ہی ہوتب ہے کچھ لطف
یار رنگین کی شوخی سے ہوا بدلی ہے

نقد دل لیکے بدلتا ہے وہ ہو گیا تدبیر
میری تقدیر ہی لے یار خدا بدلی ہے

اوس جفا کار سے تب کی ہے محبت مین نے
پہلے سو مرتبہ جب شرط وفا بدلی ہے

گالیان تے دے نہین دیتے ہین مجھے وہ لب
ہو شفا دل کو مبارک کہ دوا بدلی ہے

قہر پر پھرتے ہے تلے ہین او دہر کچھ تیور
اور ادہر چشم فسون ساز حیا بدلی ہے

دور گردون ہے نئے انداز سے لازم اسوقت
کیا گھٹا چھائی ہے کیا اب ہے کیا بدلی ہے

ایک گل مین بھی نہین بوے وفا لے باقی
ان دنون گلشن عالم کی ہوا بدلی ہے

کیا زبون حال دل رنجور ہے
داغ دل ہین داغ مین ناسور ہے

دار بست تاک سے سینہ مرا
دل کا چھالا دانہ انگور ہے

عشق کا رستہ کٹیگا کس طرح
تھک گئے ہین پانون منزل دور ہے

واسطے زخم دل محرور کے
سرد مہری مرہم کافور ہے

سرمہ دلواتے ہین سیر ہاتھ سے
قدر مردم مین میری منظور ہے

جب سے رہتا ہے خیال روے یار
خانہ دل نور سے معمور ہے

گر سواد زلف ہے شام ہرات
صاف گردن صبح نیشاپور ہے

آئینہ کا منہ تو دیکھو بزم مین
روبرو ہو اوسکی کیا مقدور ہے

مست اک مطرب پسر نے کر دیا ۔ کاسۂ مے کاسۂ طنبور ہے
باعثِ جوہر ہوا یہ امتیاز ۔ ورنہ جو پتھر ہے سو بلّور ہے

ہندوالون سے نکر باقی غرور
تو بھی نادان ہے دہلی دور ہے

کھینچتے ہین پا اوس دشت مین داماں کانٹے ۔ ہین جہان بہائی جنون تا بہ گریبان کانٹے
خط نہ کیونکر یہ تمہارے رخِ گلرنگ کے گرد ۔ باغبان بوتے ہین اطرافِ گلستان کانٹے
آبلون کو مرے تلوون کے نہین بس ہوتے ۔ فی المثل ہون جو کئی لاکہہ بیابان کانٹے
جوشِ سودا ہے مجھے نشترِ فصّاد ہین یہ ۔ دردِ وحشت کے لیے ہو گئے درمان کانٹے
تیری ابرو بھی گڑوتی ہے جگر مین ناخن ۔ کیا چبھوتی ہے فقط دل ہی مین مژگان کانٹے
تا سحر نیند کسے آتی ہے اوس گل کے بغیر ۔ میرے بستر پہ بچھے ہین شبِ ہجران کانٹے
اوسکے مژگان کا تصوّر نکرے دل زنہار ۔ کیون تو بوتا ہے اپنے لیئے نادان کانٹے
کبھی صحرا مین جو بھولے سے نکلجاتا ہون ۔ پا خراشی کا مرے کرتے ہین سامان کانٹے
اے دلِ تشنہ جو جاتا تو سمجھکر جانا ۔ خط نہین ہین یہ لبِ چاہِ زنخدان کانٹے
فیض سے انکے قدم کے ہے گلستان مین بہار ۔ ہین لگ گل کی طرح سرخ نمایان کانٹے
تیرے گالون کے ہین گلشن مین اگر گل مدّاح ۔ میرے چھالون کے ہین صحرا مین ثناخوان کانٹے

پانون مین جھبتی نہین نجد مین لیلیٰ کی قسم — سر پہ مجنون کے کیا کرتے ہین احسان کانٹے
خوب معلوم ہے پانون کی حقیقت اونکو — ہوگئے ہین میرے چھالون کے زبان دان کانٹے

پانون رکھنے سے مین اصلا نہین ڈرتا باقی
سخت جانی سے مرے ہوگئے حیران کانٹے

یا رب تیرا ہی رہے غم باقی — دم مین جبتک ہے میرے دم باقی
یاس کی جا ہے تیری دوزخ مین — جام باقی ہے نہ ہے جم باقی
یاد کاکل کی ہے ایسی دل سے — سانپ کاٹے تو رہے سم باقی
دیکھ لے پیر اجل ہے نزدیک — ہوش رکھ دن ہے بہت کم باقی
یک بیک خط نکل آیا نہ رہا — یار کے حسن کا عالم باقی

یادگاری کو ہے باقی نامہ
لاکھ باقی نہ رہین ہم باقی

جلوہ خلاق اکبر دیکھیے — کیا بتون کا حسن تہر دیکھیے
پھر ہے میرے قتل کو ترچھی نظر — دیکھیے اے بندہ پرور دیکھیے
خاک کو میری بگولے لے اوڑا — بعد مردن بھی ہے چکر دیکھیے
ماہ نو جھکتا ہے مجرے کے لیے — مہربان نیچے سے اوپر دیکھیے

تیر مژگان سے بہت کیجیے شکار — تیغ ابرو کے بہی جوہر دیکہیے
کیا لب و لہجہ ہے کیا تقریر ہے — کیا زبان چلتی ہے فر فر دیکہیے
غیب دانی ہو تو کچہ معلوم ہو — وہ دہن پنہان ہی کیونکر دیکہیے
اور بہی دشنام سنئے چہیڑ کر — لذت قند مکرر دیکہیے
خاک تم پہر ہی خدا کا نام ہی — دیر و کعبہ کے بہی اندر دیکہیے
سرو بالا ہے کہ قد یار ہے — رکہکے دونون کو برابر دیکہیے
آرزو دل مین نہ کیجیے قتل کی — دل مین جو کچہ آئے وہ کر دیکہیے

عود دیجیے ہو اگر مشک ختن
باقی گیسوے معنبر دیکہیے

کیا کہون کیا حصول ہستی ہے — روح قید بلا مین پہستی ہے
زرد روئی سے زعفران ہون مین — خلق ہستی پہ میری ہنستی ہے
نہین جب دل مین داغ عشق بتان — سجدا بے چراغ بستی ہے
جہکتے ہین جو نجیب ہوتے ہین — سچ ہے تیغ اصیل کستی ہے
یاد اوس کاکل پریشان کی — رات بہر بنکے سانپ ڈستی ہے
مست و مجذوب مین نہین کچہ فرق — مے پرستی خدا پرستی ہے

ایک بوتل تو لے کے آ ساقی
جان میخوارون کی ترستی ہے

ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا ہے گلشن مین
دھیمی دھیمی گھٹا برستی ہے

دود دل سے ہے روسیاہ فلک
آہ گردون کا سینہ جھلستی ہے

نیستی کا مزا نہین ملتا
باقی جبتلک کہ اپنی ہستی ہے

وہ بُت سے ہے در خور می باز ہے
ہر اک کام اپنا خدا ساز ہے

نہین کوئی فرقت مین اپنا رفیق
مگر ایک نالہ تو دمساز ہے

سُنے میرے نالے نہ پوچھے کبھی
کہ یہہ کون ہے کسکی آواز ہے

نگاہون مین کرتے ہو جادوگری
تیری چشم فتان فسون ساز ہے

زبان منہ مین جلتی ہے مانند شمع
کہون کس طرح عشق کا راز ہے

ہین مجبور الفت وہ مغرور حسن
ادھر ہے نیاز اور ادھر ناز ہے

اذیت ہی پائی خدا کی قسم
بتون کا مجھے عشق ناساز ہے

وہ مردم سے کرتے ہین چشمک زنی
یہہ سب دل چرانے کا انداز ہے

صدا قم کی آتی ہے پازیب سے
مسیحا کا ٹھوکر مین اعجاز ہے

وہ بوٹا سا قد ہے ترا دلپذیر
خجل جس سے سرو سرافراز ہے

جفا کرکے دل کو نہ ہمیشہ دکھا
کہ باقی ترا ایک جان بانی ہے

سب سمجھتے اور ہیں حالت ہماری اور ہے
اور بیماری ہے کچھ بیمار داری اور ہے

عالم ہستی میں کیا دم لے بشر اے ہمدمو
آگے اس منزل کو منزل اس سے بھاری اور ہے

دیکھیں کیا صورت ہو اظہار صفا میں پیش یار
آج آئینے کی پھر کچھ روبکاری اور ہے

زخم ظاہر پر نگاہ ہم تو اس سے فائدہ
پہلوئے دل میں نہاں اک زخم کاری اور ہے

ہر متعاقب چلی آتی ہے گلشن میں خزان
دو ہی دن میں رنگ ابر بہاری اور ہے

سو تیا کی گر نہیں اچھی تو جانے دو نہ لو
میں نے پینے کی شراب آگ اتاری اور ہے

اک غزل انداز پر ناسخ کے اے باقی لکھو
قافیہ اچھے ہیں گو مرضی تمہاری اور ہے

شکل حورا اور ہے صورت تمہاری اور ہے
خاک نسبت دون کہ نوری اور ناری اور ہے

بو دے نکسیر سے اور اس سے معطر ہو دماغ
عنبر ناف اور ہے مشک تتاری اور ہے

بزم میں اسکی جگہ ہے دل میں ہے اوسکی جگہ
پنجۂ شاخہ اور ہے دست نگاری اور ہے

او سمیں خی و سیاہی ہے یہ ہے یکسر سفید
چشم بادام اور ہے چشم خماری اور ہے

آب دریا اس میں ہے اور اسمیں ہے خوناب دل
بارش ابر اور میری اشکباری اور ہے

کوہکن نے سل پہ لکھی دل پہ مین نے شکل یار
اوسکی صنعت اور میری دستکاری دیکھیے

دیکھنے کی ہے فقط وہ یہ ہے اپنے ہاتھ مین
کہکشان اور اوسکے دامن کی کناری دیکھیے

مہر سے ذرّہ ہوا اے باقی مقابل کس طرح
شاعری ہو اور ناسخ کی تمہاری لو سے ہے

ہم شمع رخون کا کبھی شکوا نہین کرتے
پروانہ صفت جلتے ہین پروا نہین کرتے

کیون آئینۂ دل کو مصفا نہین کرتے
کیون یار کو اپنے ہی مین دیکھا نہین کرتے

خاطر فلکی اہل وفا کی نہین اچھی
وہ ہمکو برا کہتے ہین اچھا نہین کرتے

دنیا ہی کی تشویش مین رہتا ہے شب و روز
انسان کو کچھ اسواسطے پیدا نہین کرتے

قربان تو ہونے کے لئے لیس کھڑا ہون
کیون تیر کا آپ اپنے نشانا نہین کرتے

بھرتا ہے کوئی نالہ تو کرتا ہے کوئی آہ
عاشق غم معشوق مین کیا کیا نہین کرتے

اک نور کا بکتا ہے ترا حسن جہان سوز
موسی ترے دیدار کا دعوا نہین کرتے

طاق خم ابروے صنم پیش نظر ہے
ہم سہو سے کعبہ مین بھی سجدا نہین کرتے

ہر چند کہ جاتے ہین بہت دور یہ نالے
فریاد کہ کچھ کام ہمارا نہین کرتے

ہر روز تو مجرے کو مین جاتا ہون ولیکن
تو کون ہے یہ کبھی بھی پوچھا نہین کرتے

باقی ہوا اے جان تمہارے لئے فانی

یاد اسکی کبھی کرتے ہو تم یا نہین کرتے

نزاکت سی جو تیور اوس بت مغرور کے بدلے
کئی رنگ ایکدم مین اس دل رنجور کے بدلے

صنم کا نور دیکھا ہے خدا کے نور کے بدلے
ہوا ہے داغ دل روشن چراغ طور کے بدلے

جو دیکھین گے تیرے حسن جہان آرا کو محشر مین
بہشتی لوگ مانگین گے تجہی کو حور کے بدلے

انا المحبوب ہو جائے انا الحق ورد لب ہر دم
چڑہائین دار پر مجھکو اگر منصور کے بدلے

بجاے بوسے لیے گردار بست تاک سینے کو
دل پر آبلہ ہے خوشۂ انگور کے بدلے

لب لعل شکر خا مین بھرا ہے شہد جنت کا
بلاق یار ہے شان خدا زنبور کے بدلے

رخ و کاکل پہ مرتا ہون مری تکفین کو یارو
گلاب و مشک لانا سدرہ و کافور کے بدلے

لب شیرین نگاہون مین ہے اک تنگ شکر گویا
ہجوم خط ہے گرد اگرد فوج مور کے بدلے

ہو مے پینے سے مطلب کچھ تکلف کی نہین خواہش
سفالین جام ہو دے ساغر بلور کے بدلے

گرانجانی جو ہو باقی تبان دیر کے غم مین
بغل مین ایک سل ہے اس دل رنجور کے بدلے

مخمس بر غزل ظفر شاہ

تمکو اندیشۂ انجام نہین تم جانو
ہم کبھی ہونے کے بدنام نہین تم جانو
کہہ چکے ہم یہ کچھ الزام نہین تم جانو
جاؤ اوس بن اگر آرام نہین تم جانو
حضرت دل ہمین کچھ کام نہین تم جانو

دیدۂ دل میں تمہارے نہیں عبرت کا گذر ۔ آنکھیں دم سے لڑایا نہ کرو آٹھ پہر
ہے کوچہ بانکی سی مطلب نہیں کچھ غم ہے مگر ۔ چڑھتے نظروں میں ہو الگ جا کیسکی نہ نظر
بیٹھنا خوب لب بام نہیں تم جانو

لیکے آئے تو ہو پیغام مسرت مشحون ۔ کشش دل کے سبب دائرۂ فکر میں ہوں
رہ شناسی نہیں کچھ انکو لکھوں کیا مضموں ۔ قاصد دین نکروں منع نہ تمکو بھیجوں
مجھے اوس سے خط و پیغام نہیں تم جانو

تم بتاؤ یہ کہ لے جان ہی تمہیں کیا منظور ۔ صاف کہدو کہ ہے منظور نہیں یا منظور
او جو لینا ہو کہ مجھکو تو ہے دینا منظور ۔ دل تو موجود ہے کرتا ہے جو سودا منظور
گرہ زلف میں گر دام نہیں تم جانو

جو جفا چاہے کرو ہم پہ جناب عالی ۔ ہم تو عاشق ہیں ہمارا نہیں کوئی والی
بدزبانی سے نہیں بات تمہاری خالی ۔ طلب بوسہ پہ کہتے ہو کہ دیں گے گالی
بات تو قابل دشنام نہیں تم جانو

قہر ہے عاشق جانباز سے کہنا ساقی ۔ ہے غضب نرمی آواز سے کہنا ساقی
بولتا ہی نہیں انداز سے کہنا ساقی ۔ قتل کرتا ہے تیرا ناز سے کہنا ساقی
کوئی پیتے ہو تو لو جام نہیں تم جانو

مان لو باقی کے کہنے کو نہ سمجھو نادان ۔ باقی رہنے کا نہیں مذہب دین و ایمان
سوچ لو رشتۂ زنار میں پہنتے ہو کہاں ۔ تم مسلمان ہو ظفر خوب نہیں عشق بتان
اور اگر یہ ہے تو اسلام نہیں تم جانو

سلام باقی

مجرائی بیان شہ کے ہے خونین کفنی کا
عالم مین ہے شہرا مری رنگین سخنی کا

اشک اپنے کہین سرخ ہین یا دشہدا مین
پھیکا ہے بہت رنگ عقیق یمنی کا

ق

شہ کہتے تھے مین صف شکنی ہی نہین درتا
بازو مین مرے زور ہے خیبر شکنی کا

زہرا کا کلیجہ ہون دل شیر خدا ہون
سید ہون نواسا ہون رسول مدنی کا

برکت سے فرشتون کے بھی گر پڑتے جو ہوتے
کیا وصف لکھون شاہ کی مین تیغ زنی کا

کنگن کے عوض باندھی تھی ہاتھون مین رسن حیف
کیا حال بنایا تھا صد افسوس ہنی کا

بے گور و کفن مردے تھے لب تشنہ تھی زندے
کیا ذکر کرون ہاے غریب الوطنی کا

اکبر کو جو دیکھا وہین چلا اٹھے کفار
ہو لیس ابھی عزم ہو ناوک فگنی کا

باقی یہ سلام اچھا جگر دوز لکھا ہے
عالم مرے خامے مین ہی بھالے کی انی کا

مجرائی تن ہے جو سر شاہ ہدا کا او ترا
بیٹھتا سر کو فلک پر سے مسیحا او ترا

شاہ کا سر نہین نیزے پہ چڑھا دیندار و
مہر محشر ہے سوا نیزے پہ گویا او ترا

کیا محبت تھی کہ شکر نے کو شہ سے اتارا — تیغ سے جبکہ علمدار کا شانا اوترا
حوری دیتی اوسے حوران جنان ہین موجود — علی اصغر کے لئے عرش سے جھولا اوترا
آب خنجر کے سوا اور نہ کافر نے دیا — حلق مین شہ کے نہ اک پانی کا قطرا اوترا
واہ کیا خوب ہی کی شامیون نے مہمانی — آگے گھر مین جو پیمبر کا نواسا اوترا
صبر ایسے کہتے ہین برباد ہوا سب کنبہ — پر نہ سلطان امم کا کبھی چہرا اوترا
ہوئی قاسم کی شہادت تو پکار اوٹھی خلق — ق — ہاے رے کل ہی تو گشت کا دولھا اوترا
ایک ہی شب مین خدا نے کیا جوڑی کو جدا — پہنا رنڈسالہ دولھن نے تو وہ جوڑا اوترا
شہ نے جب عزم کیا تیغ زنی کا او سلام — ہاتھ کو تھامنے ہر ایک فرشتا اوترا

اونکی تعریف مین کس طرح سے کرون اے باقی
شان مین جنکے ہو قرآن خدا کا اوترا

تشنہ لب جبکہ نواسا مصطفے کا ہو گیا — مچھلی تڑپی شور اس حسرت سے دریا ہو گیا
سوکھ کر جب خشک لب حیدر کا غنچا ہو گیا — پانی پانی غم سے زہرا کا کلیجا ہو گیا
بھائی کی صورت نہ دیکھی زینب مغموم نے — پردۂ بے پردگی آنکھون کا پردا ہو گیا
جان زہرا کا ہوا زیر زمین جسم نہان — چھپ گیا خورشید دنیا مین اندھیرا ہو گیا
اے فلک خون شہیدان ہے نہین رنگ شفق — جو ستم تو نے کیا پنہان سو پیدا ہو گیا

کیا گری ایذا اوٹھائی قید مین سجاد نے
حلقۂ زنجیر بھی ماتم کا حلقا ہو گیا

اسکے ماتم مین کیا تو نے یہ جامہ نیلگون
کیون فلک تیری قبا کا رنگ نیلا ہو گیا

پانون مین زنجیر جب سجاد کے ڈالی گئی
غل اوٹھا ایسا کہ رن مین حشر برپا ہو گیا

کیا لکھون خانہ خرابی خاندان شاہ کی
زندہ بے گھر ہو گیا بے گور مردا ہو گیا

گھر لٹا خیمے جلے شوہر گیا بیٹے گئے
قید خانے مین پڑی بانو پہ کیا کیا ہو گیا

ایک یوسف کیطرح سجاد زندان مین رہا
خلد کو سب قافلہ باقی روانا ہو گیا

عجز نے جب نوحہ گر وقت بیان ہونے لگا
تب عزادارونکے ماتم سے جہان رونے لگا

قاصد صغرا جو آیا بھائی کی لینے خبر
دیکھکر سجاد کا طوق گران رونے لگا

بے زبانی سے وہ بے آبی کا کیا کرتا بیان
ہاے رے اصغر کی جب سوکھی زبان رونے لگا

روح بھی خیر النسا کی روتی تھی زیر زمین
جب حسین ابن علی کا جان جان رونے لگا

عالم رویا مین اشک افشان رسول اللہ تھے
باغیون نے باغ لوٹا باغبان رونے لگا

بارش ابر سیہ سمجھو نہ اسکو مومنو
ماتم شاہ امم مین آسمان رونے لگا

تشنہ کر تے تھے سب اہل حرم تھی زار زار
ایک یوسف خوش تھا باقی کاروان رونے لگا

مجرائی کوئی غم نہین اس غم سے زیادہ
ماتم نہین دنیا مین محرم سے زیادہ

خون برسا کئی روز تک افلاک سے شاید
افلاک کی بھی روئے بنی آدم سے زیادہ

ملعون سے بیعت کہو کس طور یہ کرتے
یہ بات تھی شبیر کے لیے سم سے زیادہ

ق
جب کاٹ کے سر شاہ کا نیزے پہ چڑھایا
اور گیسو بھی برہم ہوئے پرچم سے زیادہ

خورشید قیامت ہوا اک نیزہ پہ برپا
عالم ہوا پھر حشر کے عالم سے زیادہ

پانی نہ پلا ساقی کوثر کے پسر کو
خون روئین نہ کیون دیدۂ پرنم سے زیادہ

ق
جب ہاشمیون نے کہا دو حکم کرین قتل
ہر چند کہ اعدا ہین بہت ہم سے زیادہ

شہ بولے کہ تسلیم و رضا ہی مجھے منظور
ہے پاس خدا پاس نہین غم سے زیادہ

ہان صدر نشین روضۂ رضوان وہی ہین
جو سینہ زنی کرتے ہین اس غم سے زیادہ

یاد آئی جو گلگون کفنی بے کفنون کی
اشک آنکھون سے بہنے لگے شبنم سے زیادہ

مجرائی کرتے تھے کفار جفا کیا کیا کچھ
شہ کو منظور تھی پر صبر و رضا کیا کیا کچھ

مارا ملعونون کو اور خود مع فرزند مرے
حر نے دکھلائی انھین مہر و وفا کیا کیا کچھ

خنجر و تیر و سنان تیغ یہ سب چلتے تھے
کرتی تھی قتل کے سامان قضا کیا کیا کچھ

گھر لٹا آگ لگی قید ہوئے جان گئی
تیرے ہاتھون سے فلک ان پہ ہوا کیا کیا کچھ

یکقلم کوفیون نے شہ سے کیا مکر و فریب ‏ ‏ خط مین مضمون لکھے بہر دغا کیا کیا کچھ
یہ بہتر وہ ہزارون نہ تھی نسبت بالکل ‏ ‏ کشت و خون تو بھی ہوا روز وغا کیا کیا کچھ
اب تک اس غم مین کیا کرتے ہین اہل جہان ‏ ‏ ماتم و سینہ زنی آہ و بکا کیا کیا کچھ
کٹ گئے ہاتھ تو مشکیزے کو منہ سے تھاما ‏ ‏ کئے عباس نے حق اونکے ادا کیا کیا کچھ
حیف منہ ڈھانپنے بھی اہل حرم کو نہ دیا ‏ ‏ منتین کرتی رہین بہر ردا کیا کیا کچھ
لب دریا نہ دیا تشنہ لبون کو پانی ‏ ‏ کیا کہون ظلم کئے اسکے سوا کیا کیا کچھ
حمد حق نعت نبی یاد علی کر کر کے ‏ ‏ سر کھلے مانگتی زینب تھی دعا کیا کیا کچھ

قرۃ العین نبی اور علی کو باقی
دیکھو دکھلاتا ہے آنکھوں سے خدا کیا کیا کچھ

مجرائی میری چشم تر کو دیکھ ‏ ‏ غم حسنین کے اثر کو دیکھ
اے فلک کیا ہی کی جفا تو نے ‏ ‏ ان کو دیکھ اور اس سفر کو دیکھ
آج تک ہے شفق فلک پہ نمود ‏ ‏ خون حسنین کے اثر کو دیکھ
کھینچ کر تیغ شہ نے فرمایا ‏ ‏ دیکھ میرے دل و جگر کو دیکھ

میرا چھوٹا سلام سن باقی
رس معانی مختصر کو دیکھ

سلامی ماتم شہ کا بیان ہو | عزا ہو گریہ ہو آہ و فغان ہو

زمین تھرائی جب بانو پکاری | کہ اے اصغر مرے بیٹا کہان ہو

نواسا اوسکا تڑپے دھوپ مین ہائے | سحاب اے چرخ جسکا سائبان ہو

پدر ساقی کوثر جسکا ہو ہائے | نہ اک قطرہ سے اوسکی تر زبان ہو

شہادت اوسکی ہو سبکی شفاعت | ہمارا سود ہو اوسکا زیان ہو

یہی صغرا نے لکھا خط مین بابا | ق | کہ مجھسے دور ہو بے خانمان ہو

کچھ اسکا غم نہین مجکو ہے لیکن | خدا حافظ تمھارا ہو جہان ہو

اندھیرا کیون نہو اے چرخ جسدم | زمین مین چاند زہرا کا نہان ہو

نہ پوچھو اونکی شہادت کا کچھ احوال | شفق جنکی شہادت پر عیان ہو

کرے کیا کیا ستم کس کس پہ تونے | نہ کیون تو روسیہ اے آسمان ہو

ہو پیدا آسمان دسوان گر اونچا | عزادارونکی آہون کا دھوان ہو

ہوئی مجوب سخن عابد سے بانو | ق | کہ تم بیٹا نشان خاندان ہو

تمھین مین قید سے کیونکر چھڑاؤن | کہ تم بیمار و زار و ناتوان ہو

نہ کیون باقی رہوگے تم جہان مین
کہ ملجأ امام انس و جان ہو

سلامی کربلا سے اور مین ہون — غم و کرب و بلا ہی اور مین ہون
غم شبیر سے ہوگی شجاعت — عزادار و عزا ہی اور مین ہون
کہا شہ نے نہین کوئی رفیق اب — فقط ذات خدا ہی اور مین ہون
دیا ہے اپنا سر مین نے خوشی سے — قضا ہے یا رضا ہے اور مین ہون
جو کچھ وعدہ کیا پورا کرونگا — یہ خنجر ہے گلا ہی اور مین ہون
ق
کہا بانو نے کفار رد نہ لوٹو — یہان کیا ہے بکا ہی اور مین ہون
نہ آؤ خیمہ اہل حرم مین — سکینہ بے ردا ہی اور مین ہون

بجر ہی اہل حرم کہتے تھے اکبر تیری — شکل بھی دیکھنے پائی نہین مادر تیری
خواب مین آ کے کہا شاہ سے آنحضرت نے — آج اس جا پہ شہادت ہی مقدر تیری
صبر کر بیٹے سے گھبرا نہ چلا آ بیٹا — یاد کرتے ہین بہت ساقی کوثر تیری
شہ جو تنہائی سے گھبرائے تو آواز آئی — فاطمہ مان بھی تو حاضر ہی کھلے سر تیری
کہا زینب نے کہ بیٹون کا نہین غم مجکو — ایک حسرت رہی دنیا مین برادر تیری
تو فیون کو نہین معلوم ہی شاید یہان — ناز برداری جو کرتے تھے پیمبر تیری
نا زینب نے کہ تقصیر ہی کیا بھائی حسین — لاش کھلواتے ہین کس واسطے لشکر تیری

واہ رے حر تری الفت کی قسم کھاتا ہون
ایک ہی بات رہی تا دم آخر تیری

کہا بانو نے سکینہ سے نہ رو اے بیٹی
حق تو ستار ہے گو چھن گئی چادر تیری

کہا صغرا نے یہ بانو سے کہ سب جاتے ہین
اک مدینے مین اکیلی رہی دختر تیری

ننھی تجھ پہ کوئی ایسی جفا کرتا ہے
غم اکبر ہے شہادت علی اصغر تیری

سلامی کیون نہو پھر آسمان زمین کے تلے
گرے حسین کا جب خاندان زمین کے تلے

یہ کہکے روتی تھی بانو فراق اصغر مین
مین تجکو ڈھونڈھونگی بیٹا کہان زمین کے تلے

جگہ تھی تیری جو آغوش مین مری کل تک
سو آج تجھکو ملا ہے مکان زمین کے تلے

یہی ہے رنج کہ پھر کسطرح سے تر ہوگی
تری وہ ننھی سی سوکھی زبان زمین کے تلے

یہ پہنچی جو ہوئی آل رسول پر تکلیف
کہ مردے بول اٹھے الامان زمین کے تلے

وہان کی خاک کو ہو کیون نہ فخر گردون پر
حسین ابن علی ہون جہان زمین کے تلے

یہ سرخ ہے علامت خون اور وہ علامت زہر
نہین ہے لعل و زمرد کی کان زمین کے تلے

نظر سے دیکھکے یون کربلا کو بولے رسول
مرا حسین گرے گا یہان زمین کے تلے

ملے جو خاک مین روز وغا رفیق اونکے
اونھین کو مل گئی راہ جنان زمین کے تلے

جہان سیاہ اگر ہو گیا تو کیا ہے عجب
ہوا ہے مہر نبوت نہان زمین کے تلے

غمِ حسین مین باقی ہی کیا تہ و بالا
زمین فلک پہ ہی اور آسمان زمین تلی

مجرئی پڑہئی سلام ایسے رولانے والے
کہ بھرون نالے ابھی عرش ہلانے والے

صلح کے ہوتے تھے پیغام تو شہ کہتی تہی
ہم نہین جنگ ہی منہ پھیر کے جانے والے

یادِ عباس مین کہتی تہی سکینہ ہر دم
اب کہان ہین مری پانی کے پلانے والے

آگ دی خیمون کو کیا کہئی شرارت انکی
جلین دوزخ مین یہ مردود جلانے والے

شانون مین درد ہوا شہ کے یہ مُردے ڈہوے
نہین ملتے تھے جنازونکے اوٹھانے والے

ہو کے تیار چلے جنگ کو جسدم اکبر
دمِ رخصت کہا اب ہم نہین آنے والے

فرطِ مایوسی سے سجاد یہ فرماتے تھے
ہین کہان قید سے اب مجکو چھڑانے والے

بانو کہتی تہی نہ حیدر ہین نہ بی بی زہرا
اوٹھ گئے ہاے مرے رنج اوٹھانے والے

لکھکے خط کوفیکو بلوائین عجب حیرت ہے
یون عداوت کرین دعوت مین بلانے والے

باپ تھے شیرِ خدا ساقیِ کوثر جنکے
ق نانا تھے ہادیِ دین راہ بتانے والے

راہ مین لوٹتے ہین انکو غضب کیسے ہین
پانی دیتے نہین کافر یہ ستانے والے

خلق کہتی تہی قیامت ہی اب آنیوالی
شاہ کے سر کو ہین نیزے پہ چڑہانے والے

بانو رو رو کے رولاتی تہی یہ فرماتی تہی
میرے اصغر ہین کہان ہنس کے ہنسانے والے

غم سبطین ہے تاحشر جہان مین باقی
اب تک اس رنج مین ہین سیارے ناز والے

پڑھو دیندار و سلام ایسی ادا سے پہلے ——— کہ اٹھے شور و بکا بزم عزا سے پہلے
پھر دیا راہ شجاعت مین سر اپنا بخوشی ——— مانگا امت کی شفاعت کو خدا سے پہلے
علی اصغر کی شہادت بھی غم اکبر ہے ——— کوئی دشمن نہ مرے باپ چچا سے پہلے
صبر نے دی داد شجاعت کی یہانتک گویا ——— مر چکا تھا وہ محبت مین قضا سے پہلے
آج آغوش لحد مین ہی قضا کے ہاتھون ——— دوش نانا پہ جو رہتے تھے نواسے پہلے
کربلا کی یہ بلا دیکھکے زینب نے کہا ——— مین مرون کاش زمانہ مین بلا سے پہلے
کسقدر خون مین بھرے ہونگے مرے قاسم کے ——— ہاے وہ ہاتھ جو رنگین تھے حنا سے پہلے
قید مین عابد بیمار یہ فرماتے تھے ——— زہر دے کاش کوئی مجکو دوا سے پہلے
پھلے دوزخ مین بلا شبہہ وہی جائیگا ——— جو لڑا ہوگا لعین شاہ ہدا سے پہلے

حشر تک زندۂ جاوید وہی باقی ہین
طالب ملک بقا تھے جو فنا سے پہلے

سلامی رنگ شفق یون نہین فلک پر ہے ——— یہ خون آل شہنشاہ دین فلک پر ہے
غم حسین مین ہے کچھ عجب تہ و بالا ——— فلک زمین کے تلے ہے زمین فلک پہ ہے

رسول ایک نہین بیقرار زیر زمین
مسیح گریہ کنان چار مین فلک پر ہے

نہین یہ ہالہ کہ ہے گرد حلقۂ ماتم
نہین ہے یہ کوئی ماتم نشین فلک پر ہی

نہ سمجھو رعد کی آواز اسے زمین والو
یہ شور نالۂ حوران عین فلک پر ہی

نہین ہے برق درخشان غم حسین مین آج
شرار آہ دل آتشین فلک پر ہے

ہوا یہ حشر شہادت کے دن کہ لب تک
امان پکارتا روح الامین فلک پر ہی

ہوئے وہ اپنی رضا سے نشانۂ آفات
وگرنہ اونکی کمان کا کمین فلک پر ہے

حسین ابن علی کا جو مدح خوان ہے معین
مرے سلام کی باقی زمین فلک پر ہی

مجرئی جاگ کہ شب گذری قیامت آئی
صور نالے کا پھکا صبح شہادت آئی

خط پہ خط لکھکے بلایا تھا دغا کرنے کو
تھی عداوت کیلئے کوفے سے دعوت آئی

سو سنو یار و فادار اسے کہتے ہین
حر کو بیٹے کی بھی اپنی نہ محبت آئی

باز آیا نہ مصاف شہ والا سے یزید
سدہ ہو کے بھی تو کچھ اوسکو نہ غیرت آئی

کون آتا تھا غریبون کی خبر لینے کو
موت بھی آئی تو واللہ بہ منت آئی

نہر پر قبضہ کیا گھیر لیا خیمون کو
کچھ نبی زادون کی اسکو نہ مروت آئی

اونکو تشہیر کیا کرکے سوار ناقہ
شان مین جنکی ہے تطہیر کی آیت آئی

حاکم سے نے کیا دیدہ و دانستہ فریب
دین کو چھوڑ دیا ہاتھ جو دولت آئی

کون بیماری مین سجاد کے پاس آتا تھا
ایک حسرت تو فقط بہر عیادت آئی

کوئی گھر مین کوئی زندان مین کوئی تھا مقتول
کنبہ کے کنبہ پہ شبیر کے آفت آئی

جب دوا پیتے تھے سجاد یہ فرماتے تھے
قید خانے سے نکلنے کی نہ حکمت آئی

بولی زینب یہ مدینہ کو پھر آکر سب سے
ساری کنبے کو لٹا کر مین سلامت آئی

بھانجے بیٹے بھتیجے گئے جب سب مارے
تب تو خود شاہ کی میدان مین نوبت آئی

دم لبون پر تھا غش آتا تھا نہ باقی تھے حواس
بانو جب بیٹے کے آگے دم رخصت آئی

کلام متفرق

اس قسم کا بہت سا عمدہ کلام ضائع ہوگیا

غزل کہ بطور ریویو نظم اخبار بوقت تشریف فرمائی منشی دوارکا پرشاد افق در بلدہ بنیوسواد حیدرآباد تصنیف شدہ بود

کب نظم اخبار کے ورق ہین
ہوتی سے بھرے ہوئے طبق ہین

گو سے و گزیدہ گو تو ہون گے
پر گو سنجیدہ گو افق ہین

واللہ کہ آج شاعر دن مین
ناسخ ہین وزیر ہین قلق ہین

آج اونکی سخن کی خوبیون پر
سب اہل زمانہ متفق ہین

ہین گرم کلام صورت برق — گویا آتش کے ہم سبق ہین
انکی تحریر سے سخن گو — ہمصورت خار سینہ شق ہین
الفاظ سلیس ہین تو کیا ہے — مضمون باریک ہین ادق ہین
ہر پرچہ مین ہین نصیحت و پند — ہر بات مین رہنماے حق ہین
کیا صبح کی وہ بہار دیکھین — چہرے کہ روشن دونون کے فق ہین
کیا لطف بہار شام سمجھین — خونین دل صورت شفق ہین
برسات کی نظم دیکھکر بحر — پانی پانی عرق عرق ہین
گرما کے کلام برق پڑھکر — سب جلتے ہین حسد سے محترق ہین

جتنی ہوئی قدر اونکی باقی
وہ اس سے زیادہ مستحق ہین

قطعات تاریخ

تاریخ از مصنف

جمع ہوکر جو بہم طبع ہوئین — بندۂ زار و حزین کی غزلین
طبع کا سال قلم نے لکھا — باقی عجز گزین کی غزلین
۱۳۰۷ھ

تاریخ طبع از جناب سری پرشاد بہادر برادر زادۂ جناب مصنف ممدوح

چھپا دیوان اردو جو عموی قبلہ و کعبہ — تعلق جسکو دیوان وزیر لکھنوی سے ہے
جو تھی خواہش قلم کو سال تاریخ اشاعت کی — سری پرشاد نے لکھا کہ دیوان خوب بہتر ہے
۱۳۰۷ھ

تاریخ طبعزاد جناب رای کشن لال صاحب نبیرہ داماد جناب مصنف ممدوح

چھپا جو یہ بےنظیر دیوان پسند و مطبوع سخندان — کلام کے سب ہوئے ثناخوان ہر ایک نے کی ثنا باقی
سر الم کاٹ کر قلم سے لکھو کشن لال سال ہجری — فصیح و عمدہ سلیس و دلجو نفیس و دلکش بقای باقی
۱۳۱۴ھ

تاریخ طبعزاد صاحب تصانیف کثیرہ جناب منشی رام سہای صاحب تمنا کالستھ سکسینہ کلرک دفتر صاحب انسپکٹر بہادر مدارس اضلاع اودہ و روہیلکھنڈ و کمایون و سب اڈیٹر اخبار سر رشتہ تعلیم اودہ ساکن لکھنو محلہ لوہیتہ

باقی نکتہ دان کا یہ دیوان ہوا جو طبع — ہر شعر سے خجل ہوا مصرع ہلال کا
تاریخ مین نے بے سر اندیشہ کی رقم — اردو کلام باقی آتش مقال کا
۱۳۱۳ھ

ایضاً

منطبع جب ہوا دیوان بقای باقی — ہفت اقلیم مین روشن ہوا نام اردو
مصرع سال کیا کلک تمنا نے رقم — باقی بحر کرامت کا کلام اردو
۱۳۱۳ھ

ایضاً

طبع کس خوبی سے یہ دیوان اردو ہو گیا — مشتہر ہے نام ہر سو باقی فیاض کا
اسے تمنا ہے جو تجھکو فکر تاریخ شیوع — کر رقم دیوان اردو باقی فیاض کا
۱۳۱۳ھ

تاریخ طبعزاد جناب منشی ماتا پرشاد صاحب نیسان برادر تمنا و آشفتہ

چھپا جو یہ بےنظیر دیوان پسند ہر نفیس دان — ہوئے کل آفاق کے سخندان وظیفہ خوان ثنا ہر باقی
کہا یہ ہاتف نے شاد ہو کر لکھو تو تاریخ طبع نیسان — نفیس و دلکش مفید و بہتر کلام نظم بقای باقی
۱۳۰۷ھ — ۱۳۱۴ھ

تاریخ طبع از منشی دیبی پرشاد صاحب متخلص بہ محقق خلف منشی جلیسکھ رائے خیرآبادی ثم نوابی کانپوری سلطانی متخلص بہ مقبول ساکن محلہ نوبستہ واقع شہر لکھنؤ و مختار سرکار فیض آثار نواب حیدالدولہ عضدالملک میرزا محمد حسین خان بہادر اسد جنگ در صنعت زبر و بینات

چو دیوان اردوے باقی یکتا
محقق رقم کرد از بہر سالش

شد از طلیہ طبع اکنون محلے
کہ دیوان باقی عجائب دل افزا

[illegible]ھ

الحمد اللہ والمنت کہ دیوان بے نظیر ہم ردیف کلام وزیر از تصنیفات خازن خزانہ استعداد و صاحب طبع وقاد جناب مہاراجہ گردھاری پرشاد صاحب بنسی راجہ بہادر متخلص بہ باقی کایستھ سکسینہ دوسرے امیر اولوالعزم حیدرآباد دکن دام اقبالہ واجلالہ ولد راجہ نرسہری پرشاد بہادر بن رائے سوامی پرشاد بہادر بن رائے راجا رام بہادر مطبع نظم اخبار موسوم بہ لکھنؤ پریس (جو بیادگار جناب مہاراجہ صاحب ممدوح قایم ہے) مین باہتمام منشی دوارکا پرشاد افق طبع ہوا [illegible]

فہرست تصنیفات جناب مہاراجہ بہادر ممدوح

بھاگوت شریف فارسی - بھاگوت سار بھاشا - تیرتھ مال بھاشا - توشۂ آخرت - گیتو نامہ - کلیات یادگار باقی فارسی - دیوان لقاے باقی اردو - نعت افضل التسبیح - قصائد باقی - مثنوی صنائع و بدائع بہار عالم - پرنس نامہ - تنبیہات باقی - مکتوبات منظوم - ضرب الامثال - کنوز التواریخ تحقیقات سیاق باقی - پیرایۂ عروض - منشات باقی - آئینۂ سخن - زمزمۂ باقی - مناجات باران رحمت - کلام متفرقات - تذکرہ نامداران - باقی نامہ -

شبیہ مبارک جناب معلی القاب مہاراجہ گردہاری پرشاد صاحب بنسی راجہ بہادر
کایستھ سکسینہ دوسرے امیر الوالعزم حیدرآباد دکن - دام اقبالہ واجلالہ